فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (القرآن)

187

مُحدِّث

مدیر: حافظ عبدالرحمن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

مُحدِّث

لاہور

جلد ۲۰ | ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ بمطابق جولائی ۱۹۹۰ء | عدد ۱۲

اس شمارے میں

۱- فکر و نظر :-
- قانونی خلا اور شریعتِ محمدی ------ اداریہ ۲

۲- الکتٰب والحکمۃ :-
- ترجمان القرآن ------ نواب صدیق حسن خان ۱۰

۳- تحقیق و تنقید :-
- (۱) حضرت آدم علیہ السلام کی خطا ------ غازی عزیز ۲۵
- (ب) قیامت کے دن لوگوں کو..... ------ سعید مجتبیٰ السعیدی ۴۲

۴- مقالات :-
- رزقِ حلال کی فضیلت ------ خطبہ جمعہ مدیرِ اعلیٰ ۴۷

۵- تذکرۃ المشاہیر :-
- امام ابن العربی اور ان کی علمی خدمات ------ عبدالرشید عراقی ۵۸

مجلسِ ادارت

حافظ عبدالرحمن مدنی
مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی
مولانا محمد رمضان سلفی
مولانا عبدالرحمن کیلانی
مولانا عبدالقوی لقمان

بدل اشتراک

زرِ سالانہ ـــ ۵۰ روپے
فی پرچہ ـــ ۵ روپے

دفتر ادارہ

۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴

فون : ـــ ۸۵۲۸۹۷

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

ناشر : حافظ عبدالرحمن مدنی ، طابع : بشیر احمد ، مطبع : زاہد بشیر پرنٹرز ۲۵/۱۳ ریٹیگن روڈ - لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قانونی خلاء اور شریعتِ محمدی

آج کل نفاذِ شریعت کے سلسلہ میں جو چند مسائل اہمیت سے ملک و ملت کو درپیش ہیں اُن کے بارہ میں گذشتہ شمارہ میں ہم اجمالی تبصرہ کر چکے ہیں۔ آج کی صحبت میں ہم سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ کے ۵؍ جولائی ۱۹۸۹ء کے ایک فیصلہ کی روشنی میں تعزیراتِ پاکستان اور ضابطۂ فوجداری کی پچاس سے کچھ اُوپر دفعات کے کالعدم قرار پانے سے بظاہر جو قانونی خلاء باور کرایا جا رہا ہے اس پر اپنی گذارشات پیش کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ قبل ازیں یہی خلاء حق شفع کے قانون مجریہ ۱۹۱۳ء کی کئی دفعات کو عدالتِ عظمیٰ کے مذکورہ بنچ کی طرف سے غیر اسلامی قرار دینے سے بھی پیدا ہوا تھا جو ۳۱؍ جولائی ۱۹۸۶ء تا ۲۹؍ مارچ ۱۹۹۰ء تقریباً ۳ سال آٹھ ماہ قائم رہا۔ حتیٰ کہ حکومتِ پنجاب نے نیا حق شفع کا قانون نافذ کر دیا۔ جسے پھر دوبارہ اُحکامِ اسلامی کے خلاف ہونے کی بناء پر وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جا چکا ہے۔

اندریں حالات یہ سوال اُبھرا کہ تقریباً ساڑھے تین سال جب حق شفع ۱۹۱۳ء کا متبادل قانون موجود نہیں تھا تو جو مقدماتِ شفع دائر ہوئے اُن کا کس قانون سے فیصلہ کیا جائے گا؟ اگرچہ وفاقی شرعی عدالت کے زیرِ غور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانونِ شفع مجریہ ۱۹۹۰ء سے قبل زیرِ سماعت مقدمات کی ایک بڑی تعداد ملکی عدالتوں میں دائر ہے۔ تاہم قانونِ شفع کا زیادہ تر تعلق دیہی زندگی کے ایک مخصوص حصّہ سے ہے۔ جبکہ تعزیراتِ پاکستان کی کالعدم ہونے والی دفعات کا تعلق عام مارکٹائی سے لے کر قتل تک کے شدید جرائم سے ہے جو معاشرتی بدحالی اور معاشی ابتری کے سبب پُورے مُلک میں روز افزوں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وفاقی حکومت نے اس بارے میں ۱۸ فروری ۱۹۹۰ء کو سپریم کورٹ میں نظرِ ثانی کی درخواست دی اور ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء کی جو آخری تاریخ اصلاحِ قانون کے لیے مقرر تھی اُس میں مزید مُہلت بھی مانگی جسے سپریم کورٹ نے پہلے ۱۴ مارچ ۱۹۹۰ء کو مسترد کر دیا لیکن بعد ازاں مرکزی حکومت کو ۳۰ مئی ۱۹۹۰ء تک مہلت بھی دے دی۔ نظرِ ثانی کی درخواست اگرچہ میعاد گزرنے کے بعد دائر کی گئی ہے۔ تاہم مرکزی حکومت نے ۳۰ مئی ۱۹۹۰ء کو نظریۂ ضرورت کے تحت سہ بارہ مزید لمبی مُہلت طلب کی ہے۔ لہٰذا اس سنجیدہ مسئلہ میں ماہرینِ قانون کی معاونت بھی لی گئی۔

بہرصُورت سپریم کورٹ کی طرف سے پہلے ۶ جون ۱۹۹۰ء تک فیصلہ محفوظ رکھ کر پھر تاحکمِ ثانی غیر محدُود توسیع دے کر اسے التواء میں رکھا تو جا رہا ہے لیکن کابینہ کی طرف سے سب کمیٹی کی تشکیل اور بیرونی ممالک کی رپورٹوں کے حوالہ سے مرکزی حکومت کے رویّہ کی نشاندہی بھی ہو رہی ہے لہٰذا مجوزہ قانونی خلاء کا مسئلہ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ دونوں کے لئے امتحان بن گیا ہے۔ جس کے جواب میں یہ نکتہ احکامِ اسلامی کے معیارِ قانون ہونے کے اعتبار سے بڑا اہم ہے کہ کیا موجودہ قانونی خلاء میں دستورِ مُلکی کی رُو سے براہِ راست شریعتِ محمدیؐ سے استفادے کی کوئی صُورت نکل سکتی ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو پھر کیا ہمارے جج حضرات اور وُکلاء اس اہم ذمّہ داری سے عُہدہ برآ ہونے کی اہلیّت بھی رکھتے ہیں؟

فی الوقت ہم دستور کے مروجہ عملی پہلو اور جج و وُکلاء حضرات کی اہلیّت سے قطع نظر مذکورہ بالا اعلیٰ عدالتوں کی ذمّہ داری اور بصیرت افروز فیصلہ کے اسلئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتظر ہیں کہ اس کے نہ صرف قانونی ملکی پر گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔ بلکہ یہ فیصلہ شاید پاکستان کی تاریخ میں ایک اہم موڑ ثابت ہو۔

ہم اپنے تبصرہ کی تمہید میں ہی یہ بات واضح کئے دیتے ہیں کہ چونکہ ہمارے قانون دانوں کی تربیت اور ہمارا قانونی مزاج ایک خاص انداز پر دفعہ وار قانون کی لفظ بہ لفظ پیروی میں ڈھلا ہوا ہے۔ لہٰذا ہم اس طرح کی دفعہ وار تدوینِ قانون سے اس قدر مانوس ہو چکے ہیں کہ اِس کے عِلاوہ کسی کامیاب تجربہ سے بھی آشنا ہونے کو تیار نہیں۔ حالانکہ یہ انداز ہمارے لئے افرنگی سامراج کی غلامی کے ورثہ کے طور پر مقبول ہے ورنہ خود برطانیہ اپنے ہاں رسم ورواج (عُرفِ عام) کو بنیادی دستور کی حیثیت دیتا ہے اور اس کی تدوین بھی ہوتی ہے تو عدالتی تشریحات اور تعینات کے بعد گویا ہمارے لئے غلامی کا طریقہ، الفاظ و حروف کی پابندی اور اُن کے لئے آزاد نقش روایات۔

بہرحال ہماری حالیہ گفتگو دو زاویوں سے ہوگی۔ اِن شاء اللہ!

۱۔ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء کی رُو سے۔

۲۔ قانون اور شریعت کے تقابلی تصوّرات سے۔

(۱) چونکہ فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ (شریعت بنچ) کے اختیارات کا منبع دستور پاکستان ہے۔ اس لئے ہماری پہلی گفتگو اسی کی روشنی میں ہوگی۔ زیرِ بحث دفعاتِ (فوجداری قانون) کو غیر اسلامی قرار دینے کا اختیارات مذکورہ عدالت کو دستور کے باب ۳ الف کی دفعہ ۲۰۳ D کے تحت حاصل ہے جو یُوں ہے:۔

203-D. Powers, Jurisdiction and Function of the Court. (1) The Court may, [either of its own motion or] on the petition of a citizen of Pakistan or the Federal Government or a Provincial Government, examine and decide the question whether or not any law or provision of law is repugnant to the Injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran'

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

and the Sunnah of the Holy Prophet (PBUH), hereinafter referred to as Injunctions of Islam.

قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ کوئی قانون اگر احکام اسلام Injunctions of Islam) کے منافی ہونے کی بناء پر کالعدم ہو جاتا ہے تو حکومت کو عدالت کی مقررہ مدت کے اندر نئی قانون سازی کرنا پڑتی ہے۔ اور اس قانون سازی کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ وہ احکامِ اسلامی کے مطابق ہو ورنہ یہ قانون بھی اسی طرح ختم کر دیا جائے گا جس طرح پہلا قانون ختم ہو گیا۔ یہیں سے دستور میں احکام اسلام کی قانون پر مستقل بالادستی کا تصور حاصل ہوتا ہے۔ جسے دستور کی مزید صراحت سے دیکھنے کے لئے مندرجہ ذیل دستوری دفعات بھی ملاحظہ فرمائیں :

۱۔ دستورِ پاکستان کے باب (۱) کی دفعہ (۲) یوں ہے :

Islam shall be the State religion of Pakistan.

اس دفعہ سے پاکستان کے اسلامی نام کے بعد دستور کی تفصیل میں ہی اسلام سرکاری مذہب قرار پایا جو گویا بنیاد ہے دستور کی۔ ان ساری دفعات کے اسلام کے مطابق بننے کی جن میں مذکورہ ۲-۳-۵ بھی شامل ہے۔

(ب) اسی دفعہ ۲ کی تکمیل دستور میں دفعہ (۲-A) سے یوں کی گئی ہے کہ قرار دادِ مقاصد کو آئین کا اصلی مؤثرہ حصہ قرار دیا گیا ہے۔ قرارِ دادِ مقاصد کا ابتدائی حصہ یوں ہے :-

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful :

Whereas sovereignty over the entire universe belongs to Allah Almighty alone and the authority which He has delegated to the State of Pakistan, through its people for being exercised with limits prescribed by Him is a sacred trust ;

دستور کی (۲ الف) کے ضمیمہ میں قراردادِ مقاصد کے ابتدائی حصہ میں ہی درج ذیل باتیں بالخصوص زیرِ توجہ ہیں :-

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(i) حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو قرآن کی آیت ان الحکم الا للہ (الأنعام: ۵۷) کا مفہوم ہے۔

(ii) مملکتِ پاکستان کو اختیارات حقیقی نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ ہیں۔

(iii) مملکت کو اختیارِ حکومت یا دستور و قانون سازی کلی نہیں بلکہ مقررہ حدود سے پابند ہے۔

(iv) اختیارات کا استعمال مقدس امانت کے طور پر ہونا چاہیے جس میں حدود سے تجاوز ہو اور نہ امانت میں خیانت کی جائے۔

(ج) دستور کی دفعہ (۲ الف) کی رو سے قراردادِ مقاصد کے یہ الفاظ بھی ملاحظہ ہوں :-

Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teaching and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and the Sunnah ;

مذکورہ عبارت دستور سے یہ پالیسی اصولاً طے پا گئی کہ دستور پاکستان اس کا پابند ہے کہ وہ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات اور تقاضوں کے مطابق گزارنے کا سامان مہیا کرے۔

یہ دستوری دفعات جہاں حکومت کو پابند بناتی ہیں کہ وہ اپنی جملہ کارگزاری اسلامی احکامات کے تابع رکھے۔ وہاں فرد و معاشرہ کی کارکردگی کو بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق انجام دینے اور دلانے کو لازم کرتی ہیں جس کے خلاف اگر کوئی قانون رکاوٹ بنتا ہو تو اُسے درست کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے تو شہری کا بنیادی حق بھی۔

واضح رہے کہ دستور کی دفعہ ۸ کی رُو سے بنیادی حقوق سے متصادم کوئی بھی قانون کالعدم قرار پاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قراردادِ مقاصد کے مذکورہ بالا فقرہ (ج) میں درج الفاظ بنیادی حقوق کی دفعہ ۸ کی روشنی میں دیکھیں تو مسلمانوں کا یہ انفرادی اور اجتماعی حق بھی بنتا ہے کہ جس طرح وہ قرآن و سنت میں مرتب اسلامی تعلیمات اور تقاضوں کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے آزاد ہوں۔ یعنی وہ ان کا بنیادی حق ہے۔ اسی طرح حکومت و ریاست کا فرض ہے کہ وہ اُن کے لئے جملہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنتظامی اور عدالتی فیصلے شریعت کے مطابق کریں کیونکہ جو ریاست کا فرض ہے وہ مسلمانوں کا حق ہے اور یہی بنیادی حق باقی سارے قوانین پر بالادستی بھی رکھتا ہے۔
اِسی کے ساتھ ساتھ صدر، وزیرِاعظم، گورنر، وزراء سمیت جملہ اراکین پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کے علاوہ عدلیہ، فوج وغیرہ کے سربراہان کے حلف نامے جو دستور کے شیڈول ۳ میں درج ہیں ملاحظہ کریں تو حکومت کے تینوں شعبوں انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ کے ارکان کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قیامِ پاکستان کی اساس (اسلامی نظریہ) کو برقرار رکھنے کی بھرپور جدوجہد کریں۔ گویا اِن دستوری تصریحات سے یہ عیاں ہو گیا کہ قانونی طور پر نہ صرف مسلمانوں کے لئے احکامِ اسلام کی بالاتر حیثیت ہے، بلکہ پاکستان کے ہر شہری بشمول غیر مسلم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نظریہ پاکستان کا تحفظ کرے جو دستورِ پاکستان کی رُو سے "اسلام" ہی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ موجودہ دستور کی رُو سے بھی شریعت کو بنیادی حیثیت اور قانونی بالادستی ثابت ہے۔

(۲)۔ قانون اور شریعت کے تقابلی تصورات سے:۔

جب شرعی عدالت کے اختیار زیرِ دفعہ ۲۰۳-۵ اور دستور میں دیگر اِسلامی دفعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ احکامِ اسلامی کو دیگر قوانین پر بالادستی حاصل ہے۔ تو اب ہم اصل سوال کی طرف آتے ہیں کہ قوانین کے کالعدم قرار پانے سے جو بظاہر خلاء نظر آتا ہے اس کی موجودگی میں حقوق کا مسئلہ ہو یا جرائم کی سزا! تو اُن کا فیصلہ کس کے تحت کیا جائے گا؟ اس سوال کا جواب ہم پہلے قانون کے عام تصور سے دینا چاہتے ہیں کہ قانونِ مُلکی میں کوئی خلاء رہ جائے یا بعد میں پیدا ہو تو اس سلسلے میں اعلیٰ عدالتیں کچھ اصولی مسلمات سے کمی کو پُورا کرتی ہیں۔ چونکہ سیکولر قانون میں خدا کا ذکر نہیں کیا جاتا، لہٰذا قدرتی اِنصاف، عالمگیر سچائیاں اور معاشرتی روایات وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ مذکورہ بنیادی تصورات قانون کی اصل رُوح اور قوت شمار ہوتے ہیں۔ اس کے بالمقابل پاکستان میں حاکمیت اللہ کی تسلیم ہے۔ لہٰذا وحی الٰہی جو کتاب و سنت ہیں کی حیثیت اِسی طرح اصل اور بنیادی قانون کی ہوگی گویا مزعومہ قانونی خلاء کا جواب یہ ہوا کہ اسے کتاب و سنت (شریعت) ہی پُر کرے گی۔ جسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالاترین قانون (SUPREME LAW) بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس بات کو ایک دوسرے پہلو سے بھی دیکھیے کہ جب اللہ تعالیٰ SOVEREIGN ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری رسول، جیسا کہ حلف ناموں اور دستوری ترمیم ۱۹۷۴ء میں اسے مزید زوردار بنایا گیا۔ اسی لئے دستور کی دفعہ ۲۲۷ میں ہر قانون کے لئے قرآن و سنت سے ماخوذ اسلامی احکام کی مطابقت ضروری قرار دی گئی ہے تو ایک نکتہ سامنے یہ آتا ہے کہ ایسی شریعت کا قانوناً وجود یا نفاذ موجود ہے جس کی مطابقت لازمی ہے۔ چنانچہ اس کی تشریح یوں کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو شریعت نافذ کی ہے وہ عبادات و معاملات بشمول حکومت و سیاست ہر طرح مکمل ہے اور جس کا اعلان (ENFORCEMENT) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال میں مکمل طور پر کر دیا ہے۔ اور آپ کے خاتم النبیین ہونے کے سبب کوئی شخص شریعت کی کسی جزوی کو منسوخ کر سکتا ہے اور نہ شریعت پر اضافہ کر سکتا ہے تو ایسی شریعت کی موجودگی میں اس کے منافی قانون کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی۔ اب موضوعہ قوانین کے جواز اور فوائد و نقصان سے قطع نظر یہ بات تو طے ہے کہ شریعت نافذ العمل موجود ہے۔ اگر وہ نافذ نہ ہوتی تو عبادات میں نماز، روزہ، خاندانی معاملات میں نکاح، طلاق، وصیت وغیرہ اور معیشت و سیاست میں حرام و حلال کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا کہ نفاذِ قانون کے بغیر قانون کی پابندی کرانے کا کوئی معنی ہی نہیں۔ لہٰذا اصل مسئلہ یہ ہے کہ قانونِ موضوعہ کی موجودگی میں بھی شریعت کا نفاذ فی الواقع ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وضعی قانون شریعت سے ٹکرائے گا تو اس وقت اس کی اصلاح ضروری ہو گی۔ یہیں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر شریعت کے منافی قانون کی عملاً اصلاح نہیں ہوتی تو شریعت بطورِ قانون کے تو موجود ہے۔ لہٰذا فیصلے اسی کے ساتھ کئے جائیں گے۔

جہاں تک وفاقی حکومت کی طرف سے سپریم کورٹ کے مذکورہ بالا فیصلے کی وجہ سے "قانونی خلاء" کا شور و غوغا ہے۔ وہ دیگر کئی اعتبار سے بھی محلِ نظر ہے :-

(۱) سپریم کورٹ نے ۵ جولائی ۱۹۸۹ء کے فیصلے میں قوانین کی اصلاح کیلئے آخری تاریخ ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء مقرر کی تھی جبکہ وفاقی شرعی عدالت نے کئی سال قبل تعزیراتِ پاکستان اور ضابطہ فوجداری کی زیرِ بحث دفعات کو اسلام کے منافی قرار دینے کے فیصلہ سے ہی اصلاحِ قوانین کے لئے متنبہ ہو جانا چاہئے تھا۔ لہٰذا سابقہ حکومت نے اس سلسلے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں قصاص و دیت کا ایک مسودۂ قانون بھی تیار کرایا تھا جس سے موجودہ حکومت کو بوجوہ اتفاق نہیں تو اس کی اصلاح ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء تک ممکن تھی، لیکن وفاقی حکومت نظریۂ ضرورت کے سہارے مہلت پر مہلت تو مانگتی ہے مگر اپنی ذمہ داری پوری کرنے کو تیار نہیں۔ حالانکہ ضرورت کی رعایت صرف اسے مل سکتی ہے جو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مخلصانہ کوشش کرے ورنہ کوتاہی کرنے والا نتیجہ کا خود ذمہ دار ہوتا ہے۔

(ب) دستور کی رُو سے کسی قانون کے اسلام کے منافی قرار دینے کے ساتھ عدالت کو صرف اتنا اختیار ہے کہ وہ ایک متعین تاریخ اصلاح قانون کے لئے دے۔ جو مذکورہ قضیئہ میں ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء مقرر تھی۔ اس کے بعد عدالت کو بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ مزید مہلت دے سکے۔

(ج) شرعی عدالت کے طریقِ کار سے جب کوئی قانون اسلام کے منافی قرار پاتا ہے تو مقررہ تاریخ گزرنے پر وہ کالعدم ہو جاتا ہے۔ گویا تعزیراتِ پاکستان میں قصاص و دیت کے شرعی احکامات جو اگرچہ شریعت کی رُو سے پہلے بھی نافذ تھے جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا، دستورِ پاکستان کے تحت بھی مقررہ تاریخ کو وہ بحال ہو گئے۔ چنانچہ شریعت کی تعلیمات میں مقتول یا مجروح فریق کو معافی یا خون بہا (دیت) کا اختیار حاصل ہے۔ لہٰذا مقررہ تاریخ کے التواء کے سبب اس اختیار کی مزید معطّلی کی صورت میں جو ملزم پھانسی یا دیگر سزائیں پائیں گے وہ کس کی گردن پر ہوں گی؟

(د) وفاقی حکومت نے کالعدم قوانین کے بارے میں بظاہر اپنی سنجیدگی باور کرانے کیلئے کابینہ کی ایک سب کمیٹی اٹارنی جنرل مسٹر یحییٰ بختیار کی سربراہی میں تشکیل دی ہے۔ اس کی ہیئت ترکیبی سے قطع نظر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قصاص و دیت کے کسی قدیم یا جدید مسودہ پر غور و فکر اسلامی نظریاتی کونسل بھی کر چکی ہے اس کے بارے میں قانونی طریق کار تو پارلیمنٹ کا تھا جو اندریں میعاد اختیار نہیں کیا گیا پھر اصل ذمہ دار بھی دستور کی رُو سے صدرِ مملکت ہیں لیکن وفاقی کابینہ جو کمیٹیوں اور کمشنوں کا رستہ اپنا رہی ہے، وہ تاخیری حربوں کے سوا کیا ہے؟

دراصل وفاقی حکومت کی طرف سے بحران کا پروپیگنڈا قانونی حلقوں کو اپنا ہمنوا بنانے کیلئے ہے تاکہ وفاقی حکومت نفاذِ شریعت یا قانون کی اسلامی احکامات سے مطابقت کی ذمہ داری سے پہلوتہی کر سکے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکتاب والحکمۃ

انسائیکلو پیڈیا آف قرآن

ترجمان القرآن

نواب صدیق حسن خان

پروفیسر محمد اسرائیل .... پروفیسر ظفر اقبال

پروفیسر عبد الحفیظ

ابن کثیرؒ کہتے ہیں۔ یہ آیت توحید باری تعالیٰ پر دلیل ہے کہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے۔ صرف اس کی عبادت لازم ہے۔ مفسرین نے اس آیت سے باری تعالیٰ کے وجود پر استدلال کیا ہے۔ جس طرح یہ آیت وجود باری تعالیٰ پر دال ہے، اسی طرح یہ آیت توحید عبادت پر بھی بطریق اولیٰ دلیل ہے، کیونکہ جو آدمی ان موجوداتِ سفلیہ اور علویہ اور لوگوں کی صورتوں اور رنگوں، طبائع اور منافع کے اختلاف میں غور کرے گا تو اسے پتہ چلے گا، ان منافع کو کس عمدہ طریقے سے اس مقام اور منصب پر رکھا گیا ہے تو ضروری طور پر وہ ان سب کے خالق کی قدرت وحکمت، علم واتقان اور عظمت شان کو جان لے گا۔

ایک گنوار سے کسی نے پوچھا کہ اللہ کے وجود پر کیا دلیل ہے۔ اس نے جواب دیا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ الْبَعْرَ لَيَدُلُّ عَلَى الْبَعِيْرِ وَإِنَّ أَثَرَ الْأَقْدَامِ لَيَدُلُّ عَلَى الْمَسِيْرِ فَسَمَاءٌ ذَاتُ أَبْرَاجٍ وَأَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ وَبِحَارٌ ذَاتُ أَمْوَاجٍ أَلَا تَدُلُّ عَلَى وُجُوْدِ اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ۔

"بڑی تعجب کی بات ہے، مینگنی اونٹ پر دلالت کرتی ہے، قدم کا نشان مسافر کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ برجوں والا آسمان، راستوں والی زمین اور یہ موجیں مارتے ہوئے سمندر کیا اللہ کی ہستی پر دلالت نہیں کرتے؟"

امام رازیؒ نے امام مالکؒ سے حکایت بیان کی ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے ان سے پوچھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ اللہ کے وجود پر کیا دلیل ہے، تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ انسانوں کی زبانوں، اُن کی آوازوں اور اُن کے رنگوں کا اختلاف بہت بڑی نشانی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ سے کسی زندیق نے پوچھا کہ اللہ کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ انھوں نے فرمایا مجھے ذرا مہلت دو، مَیں نے ایک خبر سُنی ہے اُس کی فکر میں ہوں۔ لوگوں نے بتایا ہے کہ دریا میں ایک کشتی ہر طرح کا سامانِ تجارت لئے چلی جا رہی ہے، کوئی اس کا نگہبان یا چلانے والا نہیں وہ خود ہی آتی جاتی، چلتی پھرتی رہتی ہے۔ بڑی بڑی موجوں کو پھاڑ کر جہاں چاہتی ہے چلی جاتی ہے، کوئی اُس کا کھیون ہار نہیں۔ لوگوں نے کہا ایسی بات تو کوئی عقلمند نہیں مانے گا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا، کمبختو، بھلا یہ ساری موجودات جس میں عالمِ علوی و سفلی بھی ہے اور مضبوط و محکم چیزیں جو اس کائنات میں پائی جاتی ہیں، یہ سب بغیر کسی صانع کے ہیں؟ سب لوگ حیران ہو کر اسلام لے آئے۔

اسی طرح امام شافعیؒ سے کسی نے وجودِ باری تعالیٰ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا، دیکھو یہ توت کے پتے ہیں، اِن کا ایک ہی مزہ ہے۔ کیڑا ان کو کھاتا ہے تو ریشم بنتا ہے، شہد کی مکھی کھاتی ہے تو شہد بنتا ہے۔ گائے بکری کھاتی ہے تو مینگنی اور گوبر ہو جاتا ہے۔ ہرن کھاتا ہے تو مُشک نکلتا ہے۔ حالانکہ یہ سب ایک ہی چیز ہے۔

یہی سوال کسی نے امام احمدؒ سے بھی پوچھا۔ آپ نے فرمایا یہاں ایک مضبوط قلعہ ہے، اُوپر سے چکنا، جس کے اندر نہ کوئی دروازہ ہے نہ کھڑکی، باہر سے جیسے سفید چاندی اور اندر سے جیسے خالص سونا۔ اچانک اس قلعے کی دیوار ٹوٹ گئی، اس میں سے ایک جانور بہت خوبصورت شکل، باریک آواز دیکھتا سنتا برآمد ہُوا۔ یعنی انڈے سے مرغ کا بچہ پیدا ہونا۔ کسی دوسرے آدمی نے کہا جو کوئی ان آسمانوں کی بلندی اور کشادگی پر غور کرے گا، چھوٹے بڑے تارے چلتے اور ٹھہرے ہوئے دیکھے گا، فلک کا دن رات چکر کاٹنا ایک خاص چال پہ چلنا جان سکے گا۔ نیز ان دریاؤں کو دیکھے گا کہ ہر طرف سے زمین کو گھیرے ہُوئے ہیں۔ اور پہاڑ زمین پر اس طرح رکھے ہُوتے دیکھے گا کہ زمین اپنی جگہ پر مزید ہے۔ پھر انسانوں کے رنگ اور صورتوں کا اختلاف دیکھے گا جس طرح اللہ نے فرمایا:

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ٭ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ إِنَّمَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۔ (فاطر: ۲۷، ۲۸)

"اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور بعض کالے سیاہ ہیں۔ انسانوں اور جانوروں اور چارپایوں کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں اللہ سے۔ تو اُس کے بندوں میں سے صرف وہی ڈرتے ہیں جو صاحبِ علم ہیں۔"

اسی طرح اُن ندی نالوں پر غور کرے گا جو ایک طرف سے دوسری طرف کو بہتے ہیں، طرح طرح کے جانوروں کو جو زمین پر پھیلے ہیں، اُس گھاس پھوس اور پھولوں کو جن کی شکل، جن کا مزہ، جن کی بُو اور جن کی رنگت باوجود ایک زمین اور ایک جیسے پانی کے مختلف سے دیکھے گا تو مان لے گا کہ یہ سب وجودِ باری تعالیٰ پر اور اُس کی کاریگری کی حکمت کی دلیل ہیں۔ اور یہ بغیر کسی صانع کے کیونکر ممکن ہے۔ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ؞

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ (۲۳-۲۴)

"اگر تم اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد عربیؐ) پر نازل فرمائی۔ کچھ شک ہے تو اسی طرح کی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ۔ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہیں اُن کو بھی بلا لو، اگر تم سچے ہو۔ لیکن اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈر جاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

توحید کے بیان کے بعد نبوت کا بیان شروع کیا۔ کافروں سے مخاطب ہو کر فرمایا، اگر تم کو اس کتاب میں کچھ شک ہے۔ اور تم اسے غیر اللہ کی طرف سے سمجھتے ہو تو تم اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ اور جنھیں تم پوجتے اور معبود ٹھہراتے ہو اُن سے مدد لو۔ اگر یہ کتاب اللہ کا کلام نہیں تو تم بھی یہ ایسی اکیلے یا سب مل کر بنا لاؤ۔ اگر نہیں بنا لاؤ گے تو پھر تمہارا اس کتاب سے انکار ناحق ہے۔ قرآنِ پاک کے اس مقابلے کی دعوت کئی مقامات پر آئی ہے۔

سورۂ قصص میں ہے :

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿﴾ (آیۃ: ۴۹)

"کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کے پاس سے کوئی اور کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے بڑھ کر ہدایت دینے والی ہو تاکہ میں بھی اس کی پیروی کروں"

سورۃ "اسریٰ" میں ہے:

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿﴾ (آیۃ: ۸۸)

(کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں)۔

سورۃ ہود میں ہے:

"أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿﴾ (آیۃ: ۱۳)

"یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن خود بنا لیا ہے۔ کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ۔ اور اللہ کے سوا جس جس کو بُلا سکتے ہو بُلا بھی لو"

سورۃ یونس میں فرمایا:

وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿﴾ (آیۃ: ۳۷، ۳۸)

"اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اس کو بنا لائے۔ ہاں ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو کتابیں اُن سے پہلے کی ہیں ان کی تصدیق کرتا ہے، اور انہی کتابوں کی اس میں تفصیل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے؟ کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو، بلا بھی لو"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ساری آیتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں۔ پھر مدینہ طیبہ میں بھی چیلنج کیا۔ فرمایا تم کو اگر شک ہے تو کوئی سورۃ قرآن کی سی بنا لاؤ۔ اسی کو ابن جریرؒ، زمخشری، رازیؒ وغیرہ اور صحابہ و تابعین اور محققین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ یہ چیلنج سب قوموں اور نسلوں کو دیا گیا ہے۔ رسولِ اکرمؐ سے کفار کی دشمنی بہت زیادہ تھی۔ دینِ اسلام سے اُن کا بغض بھی معروف تھا۔ لیکن عداوت کی اس شدت کے باوجود وہ قرآنِ مجید کے مقابلے سے عاجز آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرما دیا کہ تم ایسا نہ کر سکو گے، یعنی نہ اب نہ آئندہ۔ یہ ایک دوسرا معجزہ ہے کہ قطعیت کے ساتھ بتا دیا کہ قیامت تک وہ قرآن کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔

ابنِ کثیرؒ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوا ہے کہ اُس دور سے لے کر آج ہمارے زمانے تک کسی نے یہ مقابلہ نہیں کیا۔ اور نہ ایسا کر سکیں گے۔ اس لئے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور مخلوق خالق کے کلام کا مقابلہ کیونکر کر سکتی ہے؟

قرآن پر غور کرنے سے قرآن کے اعجاز کے بہت سے اسباب تلاش کئے جا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ

(هود: ۱)

"یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم ہیں۔ اور اللہ حکیم و خبیر کی طرف سے تفصیلاً بیان کر دی گئی ہیں"

معلوم ہوا کہ اس کتاب کے الفاظ محکم ہیں اور معنی مفصل یا بالعکس اس کے۔ غرضیکہ کچھ بھی ہو الفاظ و معانی دونوں فصیح اور معجز ہیں۔ کس کی جرأت اور ہمت ہے کہ مقابلے کی تاب لا سکے۔ اللہ کا سارا کلام برحق اور باعثِ صدق و عدل اور ہدایت ہے۔ جس میں کسی طرح کی لغو اور بیہودہ بات نہیں ہے۔ جس طرح اشعارِ عرب میں مبالغہ آمیزی اور حاشیہ آرائی ہوتی ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ (الأنعام: ۱۱۶)

"اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں"

شعر کے حق میں یہ کہا جاتا ہے کہ جو شعر جس قدر دروغ گوئی کا حامل ہوگا اتنا ہی بہتر گردانا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ کسی طویل قصیدے کو دیکھو۔ اس کے زیادہ تر اشعار عورتوں کے وصف، گھوڑے یا شراب کی، یا کسی خاص شخص کی تعریف، اونٹنی یا جنگ یا کسی درندہ کے خوف سے عبارت ہوں گے، جن میں سوائے متکلم کی قادر الکلامی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ سارے قصیدے یا غزل میں صرف دو تین اشعار حاصل قصیدہ ہوتے ہیں، جنھیں عرف عام میں "بیت القصیدہ" یا "بیت الغزل" کہا جاتا ہے۔ باقی سارا کلام ہذیان وطغیان کے سوا کچھ نہیں ہوتا، بخلاف قرآن مجید کے اوّل سے آخر تک فصاحت وبلاغت کا منبع ہے۔ قرآن مجید کے معانی پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں کس قدر حلاوت ہے۔ الفاظ اور فقرات کی تکرار میں عجیب حلاوت ہے۔ بار بار پڑھو، سنو، نہ کلام پرانا ہوتا ہے نہ علماء اس سے ملول ہوتے ہیں، نہ دل گھبراتا ہے، نہ جی پر وحشت طاری ہوتی ہے۔ وعید کی آیات کو غور سے پڑھو، بڑے بڑے ٹھوس اور جامد پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ پھر ان دلوں کا کیا ذکر جن کو کچھ فہم اور شعور حاصل نہیں۔ وعدے کی آیات پر غور کرو تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دل اور کان کھل جاتے ہیں، آخرت کا شوق چرّاتا ہے۔ عرشِ رحمٰن کی ہمسائیگی کا ذوق دوبالا ہوتا ہے۔

ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔

(السجدہ: ۱۷)

"کوئی متنفس نہیں جانتا کہ اُن کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے، یہ اُن اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔"

دُوسری جگہ فرمایا:

وَفِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ وَاَنْتُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۔

(الزخرف: ۷۱)

"اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھوں کو اچھا لگے (موجود ہوگا) اور اہلِ جنت! تم اس میں ہمیشہ رہوگے۔"

ایک جگہ ڈراتے ہوئے فرمایا:

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ط

(الاسراء: ۶۸)

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ۝ (الملک: ۱۶ - ۱۷)

"کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ اللہ تمھیں خشکی کی طرف لے جا کر زمین میں دھنسا دے یا تم پر سنگریزوں کی بھری ہوئی آندھی چلا دے۔"

"کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بےخوف ہو کہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور اس وقت وہ حرکت کرنے لگے، کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے نڈر ہو کہ تم پر کنکر بھری ہوا چھوڑ دے، سو تم عنقریب جان لوگے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے۔"

ایک جگہ فرمایا:

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ ۖ (العنکبوت: ۴۰)

"تو ہم نے سب کو اُن کے گناہوں کی پاداش میں پکڑ لیا۔"

ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۝ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ۝ (۲۰۷-۲۰۶-۲۰۵ : الشعراء)

"بھلا دیکھو تو، اگر ہم ان کو برسوں فائدے دیتے رہیں، پھر اُن پر وہ عذاب آ واقع ہو جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے تو جو فائدے یہ اٹھاتے رہے انکے کس کام آئیں گے۔"

اسی طرح کی فصاحت و بلاغت اور حلاوت کے انواع و اقسام سے یہ قرآن بھرا ہوا ہے پھر ان آیات کو دیکھو جو احکام واوامر و نواہی میں آتے ہیں کہ کس طرح ہر وہ چیز جو حسن، نافع، طیب اور محبوب ہے، اُس کا امر کیا ہے اور ہر اُس چیز جو قبیح، رذیل اور ادنیٰ ہے اس سے منع فرمایا ہے۔

ابن مسعودؓ وغیرہم سلف نے کہا ہے جب تو قرآن میں پڑھے کہ اللہ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" فرماتا ہے تو ذرا اس پر کان رکھ کہ یا تو وہ کسی چیز کا حکم ہے یا کسی شر سے منع فرماتا ہے چنانچہ اسی جگہ ارشاد فرمایا ہے:

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ (الاعراف: ۱۵۷)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وہ انھیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو اُن کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھہراتے ہیں اور اُن پر سے بوجھ اور طوق جو اُن کے سر پر اور گلے میں تھے، اتارتے ہیں؟"

پھر جو آیتیں آخرت کی صفات، احوالِ قیامت، وصفِ جنت و دوزخ، بیان نعیم و جحیم و ذکر لذّت و عذابِ الیم میں بیان ہوئی ہیں وہ اپنی جگہ نیکی کی دعوت دیتی ہیں۔ اور منکرات سے منع کرتی ہیں۔ دُنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف راغب کرتی ہیں۔ صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھتی ہیں۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ ہر نبی کو کچھ نشانیاں (معجزے) دی گئی تھیں جن کے سبب لوگ ان پر ایمان لائے، مجھے یہی وحی (قرآن) اللہ کی طرف سے دی گئی ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ لوگ میرے ہی مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔

(مسلم شریف)

مطلب یہ ہوا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا یہ معجزہ عطا کیا ہے، اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس دُوسری آسمانی کتابوں کے بارے میں اکثر علماء کا خیال ہے، وہ معجز نہیں تھیں۔

ابنِ کثیرؒ نے فرمایا کہ رسولِ اکرمؐ کے معجزات اتنے زیادہ ہیں کہ اُن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا وہ سب آپؐ کے صدق پر دلیل ہیں۔ بعض متکلمین نے قرآن مجید کے اعجاز کا اقرار و اعتراف اس طرح کیا ہے کہ اُن کا اعتراف اہلسنّت اور معتزلہ دونوں پر مشتمل ہے۔ یعنی اگر یہ قرآن فی نفسہٖ معجز ہے۔ اور کوئی جن و انس اس جیسا کلام نہیں لا سکتا اور ان کی قوت اور طاقت میں قرآن کا مقابلہ ممکن ہی نہیں تو مطلب حاصل ہو گیا۔ اور اگر اس کا مقابلہ ممکن ہے اور باوجود عداوت کی شدت کے مقابلہ نہیں کر سکتے تو ان کا یہ عجز اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود قدرت کے ان کو مقابلے کی توفیق سے محروم رکھا۔

ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہ اقرار و اعتراف اگرچہ پسند نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآن فی نفسہٖ معجز ہے۔ کسی جن و انس کی طاقت ہی نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن بطریقِ تنزّل، مجادلہ اور حق کی حمایت کے یہ اقرار و اعتراف درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

امام رازیؒ نے بھی اسی طریق پر سُورۃ العصر اور سورۃ الکوثر سے متعلق سوال و جواب کی صورت میں مثالیں دی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ف :- اس آیت میں اللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بندہ کہا، یہ اضافت رسول اکرم کی تشریف و تعظیم کے لئے ہے۔ لفظِ عبد "تعبّد" سے ماخذ ہے۔ "تعبد" "تذلل" کو کہتے ہیں ؎

داغِ غلامیت کرد پایہ خسرو بلند

میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید

اہلِ تجربہ نے یہ بات کہی ہے کہ بندہ بننا تو مشکل ہے مگر خدا بننا بڑا آسان ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ غرور و تکبّر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ سو یہ وصف اللہ کے علاوہ کسی کو زیبا نہیں۔ متکبّر گویا خدائی کا دعویدار ہوتا ہے جس طرح کی خاکسار، منکسر المزاج "عبدیت" کا مدعی ہوتا ہے۔

علامہ اقبال نے خوب کہا ہے: ؎

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی

مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی!

پس جو شخص رتبۂ غلامی و بندگی میں جس قدر خود بینی و خود پرستی اور فخر و غرور میں مبتلا ہوگا۔ اتنا ہی اللہ کی رحمت سے دُور اور مہجور رہے گا۔

اقبالؒ نے سچ کہا ہے ؎

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ

کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

ف :- "سورۃ" قرآن مجید کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی سورۃ وہ ہے جس میں تین آیتیں ہوں۔ ایسی سورۃ بھی معجز ہے۔ معتزلہ کا یہ کہنا کہ اعجاز کا تعلق سارے قرآن کے ساتھ ہے۔ یہ درست نہیں بلکہ سورۃ الکوثر، اور سورۃ العصر سب معجز ہیں۔

ابنِ کثیرؒ نے فرمایا کہ اللہ کا یہ فرمان "فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ" جو اس جگہ آیا ہے اور وہ جو سورۂ یونس میں آیا ہے "بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ" فرمایا ہے۔ سو اس کا اطلاق قرآنِ مجید کی ہر سورت لمبی ہو یا مختصر، پر ہوتا ہے۔ چونکہ "سورۃ" کا لفظ نکرہ استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا محققین کے نزدیک سیاق شرط میں اس طرح عام ہوتا ہے جس طرح سیاق نفی میں۔ پس قرآن کا اعجاز تمام سورتوں میں چھوٹی ہوں یا بڑی ایک برابر ہے۔ میں نہیں جانتا کہ سلف و خلف میں سے کسی نے اس بات پر اختلاف کیا ہو۔

امام شافعیؒ نے فرمایا۔ اگر لوگ صرف "سورۃ العصر" میں غور کریں تو وہ ان کو کفایت کر سکتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمروؓ بن العاص اسلام لانے سے قبل مسیلمہ کذاب کے پاس گئے تھے۔ اس نے پوچھا آج کل مکہ میں تمہارے صاحب پر کیا نازل ہوا۔ انھوں نے کہا ایک مختصر سورت، بہت بلیغ یعنی "والعصر" پڑھ کر سنائی۔ تھوڑی دیر سوچ میں پڑا رہا، پھر سر اٹھا کر کہا، مجھ پر بھی اسی طرح کی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے پوچھا کونسی؟ اس نے کہا: یَا وَبْرُ یَا وَبْرُ اِنَّمَا اَنْتَ اُذُنَانِ وَصَدْرٌ وَسَائِرُكَ حَقْرٌ فَقْرٌ۔ کہو اے عمرو! یہ کیسی سورت ہے۔ حضرت عمروؓ نے کہا واللہ تو خود جانتا ہے کہ میں تجھ کو کاذب جانتا ہوں۔ یعنی یہ زٹل قافیہ جو تو نے قرآن کے مقابلے میں ہانکا ہے ہرگز وحی نہیں ہے اور نہ تو رسول ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پوری سورت و آیت کو بھی مختصر ہو یا لمبی جانے دو، ہر جملہ تامہ قرآنِ پاک کا بجائے خود معجزہ ہے کسی بڑے ادیب، فصیح، بلیغ، شاعر، عربی دان کی کیا مجال ہے کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ اس جیسی ترکیب الفاظ کی بٹھا سکے، گو کوئی احمق جاہل اس بات کو نہ مانے۔ اس لئے اللہ پاک نے نفی ماضی و حال اور مستقبل کی فرمائی ہے کہ اگر کسی کو کچھ قدرت ہوتی تو ضرور اب تک کچھ نہ کچھ بنا لاتا۔ مگر جب کوئی نہ لا سکا تو رسولِ اکرمؐ کا معجزہ اور قرآن کا اعجاز بخوبی نمایاں ہو گیا، حالانکہ عرب اہلِ فصاحت و بلاغت تھے۔ قرآنِ پاک انھیں کے جنسِ کلام سے آیا ہے۔ ان کو اس بات کی بڑی حرص اور طمع تھی کہ وہ نورِ قرآن کو بجھا دیں، امرِ نبوی کو باطل کر دیں۔ مگر باوجود اس شدتِ حرص کے کسی ایک نے بھی کچھ مقابلہ نہ کیا بلکہ گرفتاری ذریت، اخذِ اموال اور قتلِ نفوس پر راضی ہو گئے۔ سو جب ان کا عجز ظاہر ہو گیا تو اب صدقِ رسول میں کیا شک باقی رہا۔ پھر جب یہ بات صحیح ٹھہری تو اب سب کو ترکِ عناد واجب ہے۔ یہ خبر تو قرآن نے وقوع سے پہلے دی ہے۔ اسی لئے ایامِ نبوت میں اور بعد اس کے اب تک کسی ایک کافر سے بھی مقابلہ نہ ہوا۔

وَقُوْدٌ ـــــ کہتے ہیں لکڑی اور "ایندھن" کو، جیسے اللہ نے فرمایا:

وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ (الجن: ۱۵)

"اور جو گنہگار ہوئے وہ دوزخ کا ایندھن بنے"

اور فرمایا:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ط وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(الانبیآء: ۹۸: ۹۹)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کافرو اس دن تم اور جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہونگے اور تم سب اس میں داخل ہو کر رہو گے۔ اگر یہ لوگ درحقیقت معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے۔ اور وہ سب اس میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔"

"پتھر" سے مراد اس جگہ بُت ہیں جن کو وہ کافر پوجتے تھے۔ یا گندھک کا پتھر مراد ہے جس میں آگ جلد لگ جاتی ہے۔ یا ہر قسم کے پتھر مراد ہیں۔ کچھ بھی ہو اس آگ کی قوت ظاہر ہے کہ وہ نہ آدمی کو چھوڑے گی نہ پتھر سے منہ موڑے گی۔

انسؓ نے مرفوعاً کہا ہے اس آگ کو ہزار برس سلگایا گیا تھا پھر وہ سُرخ ہوئی، پھر ہزار برس جلایا گیا، تب سفید ہوئی۔ پھر ہزار برس سلگایا، تب کہیں جا کر سیاہ ہوئی۔ اب یہ کالی سیاہ ہے اس کی لپٹ نہیں بجھتی۔ (ابن مردویہ۔ البیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً یہ الفاظ مروی ہیں۔ یہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ کی نسبت ایک گنا ہے، جہنم کی آگ اس سے انہتر گنا زیادہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! یا ایک جزو ہی کافی ہے۔ آپؐ نے فرمایا، جہنم کی آگ حدت میں اس سے انہتر گن زیادہ ہے (بخاری مسلم)

"وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" (اس دوزخ کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دوزخ اپنے آلات و اوزار کے ساتھ اس وقت بھی موجود ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ قیامت کے دن پیدا کی جائے گی۔ اس سلسلے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ یا اِسْتَأْذَنَتِ النَّارُ رَبَّهَا یا جیسے حدیث ابن مسعودؓ کہ ہم نے ایک آواز سنی، پوچھا، اے اللہ کے رسولؐ! یہ کیا ہے؟ فرمایا ایک پتھر ہے جس کو جہنم کے کنارے سے نیچے پھینکا گیا ہے۔ ستر برس سے وہ نیچے جا رہا تھا اب اس کی تہ میں پہنچا ہے۔ (مسلم شریف)

اسی طرح جہنم کا ذکر نمازِ کسوف اور حدیثِ معراج میں بھی متواتر آیا ہے۔ معتزلہ اس عقیدہ کے مخالف ہیں۔ قاضی اندلسی بلوطی بھی معتزلہ کے ہمنوا ہیں۔ یہ دراصل اُن کی صریح غلطی ہے یہ عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ کیونکہ کتاب وسنت میں ماضی کا صیغہ آیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جہنم آج بھی موجود اور تیار ہے۔ ورنہ اللہ کی خبر میں کذب لازم آئے گا۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ ماضی کو مستقبل کے معانی پہ محمول ٹھہرایا جائے۔ جو اللہ آگ کو اس روز پیدا کر سکتا ہے اگر اُس نے اُسے پہلے پیدا کر رکھا ہے۔ تو اس میں معتزلہ کا کیا نقصان ہے۔ قوم فرعون کے حق میں فرمایا:

"النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا۔" (المؤمن: ۴۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یعنی آتشِ جہنم کہ صبح و شام اُس کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔"

یعنی قوم فرعون دریائے نیل میں ڈوبنے کے بعد ہر دن صبح و شام دوزخ پر پیش کی جاتی ہے۔ اگر دوزخ نہیں ہے تو وہ کس آگ پر پیش کی جاتی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ مردے پر صبح و شام اُس کی جگہ جنت و دوزخ پیش کی جاتی ہے۔ اُسے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ تیری جگہ ہے جبکہ تو دوبارہ زندہ ہوگا۔ سو کسی چیز کا پیش کرنا اُس کے وجود کے بغیر ناممکن ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

"اور جو لوگ ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو خوشخبری سنا دیجئے کہ اُن کے لئے نعمت کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جب انھیں اُن میں سے کسی قسم کا پھل کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور اُن کو ایک دوسرے کے ہم شکل پھل دیئے جائیں گے۔ اور وہاں اُن کے لئے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے جب کافروں کا انجام بتا دیا، ان کے عذاب کا حال جتلا دیا تو اب مومنین کا انجام خیر ارشاد فرمایا۔ اسی لئے قرآن مجید کا نام "مثانی" رکھا ہے۔ ایمان کے ذکر کے بعد کفر کا ذکر آتا ہے۔ اشقیاء کا حال بیان کرنے کے بعد سعداء کا حال آتا ہے۔ ترغیب و ترہیب، وعد وعید کے جمع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مومنین کو اطاعتِ الٰہی میں ایک طرح کا سرور حاصل ہوتا ہے۔ کافروں کی نافرمانی کا حوصلہ پست ہوتا ہے۔

ایمان اور عمل صالح:

عمل صالح کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ جنت تب ملتی ہے، جب ایمان کے ہمراہ اعمال بھی اچھے ہوں، یہ بات نہیں ہے کہ صرف ایمان جنت کا باعث بن جائے۔ اہل علم نے کہا ہے عمل صالح وہ ہے جس میں چار باتیں ہوں، علم، نیت، صبر، اخلاص، یعنی عمل ریا سے پاک ہو۔ جنت کے درختوں اور کھڑکیوں کے نیچے ندیاں جاری ہوں گی۔ حدیث میں آیا ہے یہ نہریں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گہرائی کے بغیر ہوں گی۔ برابر زمین کے اوپر بہہ رہی ہوں گی، دُنیا کی طرح نشیب میں نہیں ہوں گی۔ کوثر کے بارے میں آیا ہے کہ اس کے دونوں کناروں پر خالی موتیوں کے قبّے ہوں گے سو اس میں کچھ تضاد نہیں ہے، اس لئے کہ کوثر کی مٹی خالص مشک کی ہوگی۔ اس کے سنگریزے موتیوں اور جواہروں پر مشتمل ہوں گے۔ اے اللہ ہم تجھ سے تیرا فضل مانگتے ہیں تو رحمت فرمانے والا ہے۔ حدیث ابوہریرہؓ میں مرفوعًا آیا ہے کہ جنت کی نہریں ٹیلوں کے نیچے سے پھوٹ کر آتی ہیں۔ یہ ٹیلے مشک کے پہاڑوں کے نیچے ہیں۔ (ابن حاتم)

ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ جنت کی کوئی چیز دُنیا کی کسی چیز سے مشابہ نہیں ہوگی لیکن صرف نام میں۔ ابنِ زیدؒ نے کہا فقط چیزوں کے نام پہچانیں گے جیسے دُنیا میں سیب انار وغیرہ لیکن اس کا ذائقہ بالکل جدا ہوگا۔ بیویاں ہر قسم کی نجاست وغیرہ سے پاک و صاف ہوں گی۔ مجاہدؒ نے فرمایا یعنی حیض بول براز، آب دہن، منی، نفاس وغیرہ نہیں ہوگا۔ قتادہؒ نے فرمایا، ایذاء وگناہ سے پاک ہوں گی نہ حیض نہ کلف۔ جابر بن عبداللہؓ مرفوعًا کہتے ہیں کہ اہلِ جنت کھائیں گے پئیں گے مگر رفع حاجت وغیرہ نہیں ہوگی، نہ تھوک آئے گا۔ ان کو حمد و تسبیح کا اس طرح الہام ہوگا جس طرح سانس لینے کا الہام ہوتا ہے۔ اُن کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ کسی نے کہا، بیویاں دُنیا کی عورتیں ہی ہوں گی مگر انھیں ہر طرح کی غلاظت سے پاک کر دیا جائے گا۔ بعض نے کہا، اخلاقِ بد سے پاک ہوں گی۔

جنّت:

"جنت" گلستان، بوستاں کو کہتے ہیں۔ جس کو درخت، پتے اور پھول ڈھانکے رکھتے ہیں۔ کسی نے کہا "جنت کھجور کا باغ ہوتا ہے۔" "فردوس" انگور کا باغ ہوتا ہے۔ یہاں جنت نام ہے ثواب کے گھر کا۔ "خلود" کہتے ہیں ہمیشہ باقی رہنے کو، جس کی انتہا نہ ہو مطلب یہ ہے کہ نہ جنت سے باہر نکالے جائیں گے، نہ موت آئے گی۔ بلکہ اپنے حال پر ہمیشہ نازو نعمت میں بلا انقطاع رہیں گے۔ و للّٰہ الحمد۔

ابن عمرؓ سے مرفوعًا آیا ہے کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو ایک منادی پکار کر کہے گا، اے دوزخ اور جنت والو! موت نہیں ہے۔ ہر کوئی جس حال میں ہے اسی میں ہمیشہ رہے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابنِ مسعودؓ سے الفاظ یہ ہیں، کہ اگر جہنم والوں سے یہ کہا جائے کہ تم دنیا میں سنگریزوں کی تعداد کے برابر دوزخ میں رہوگے تو وہ خوش ہو جائیں گے۔ اور اگر اہلِ جنت سے کہا جائے کہ تم بھی دنیا میں سنگریزوں کی تعداد کے مطابق جنت میں رہو گے تو وہ غمگین ہوں گے۔ لیکن اب سب کے لئے ابد مقرر ہے۔ (طبرانی، مردویہ، ابونعیم)

اسامہؓ بن زیدؓ کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے۔ ہے کوئی کمر باندھنے والا جنت کے واسطے؛ جنت میں کوئی خطرہ نہیں۔ قسم ہے ربِ کعبہ کی، جنت ایک چمکتا نور ہے۔ ایک لہلہاتا ہوا پھول ہے۔ ایک شاندار محل ہے۔ ایک بہتی ہوئی نہر ہے۔ ایک پکا ہوا پھل ہے ایک حسین وجمیل دوشیزہ ہے۔ بہت سے لباس ہیں، ہمیشہ سلامتی کے گھر میں قیام کرنا ہے ایک پھل ہے سرسبز و شاداب ہے۔ (ابنِ ماجہ۔ البزار۔ ابنِ حبان۔ البیہقی)

جنت، اہلِ جنت اور ازواجِ مطہرات کے ضمن میں بہت سی احادیث وارد ہیں، جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔ یہ احادیث صحاح ستہ میں ہیں۔ جنت کی تعریف میں "حادی الارواح" اور "مثیر ساکن الغرام" سے بہتر کتاب اسلام میں تالیف و تلخیص نہیں ہوتی۔

ابنِ کثیرؒ نے فرمایا کہ جنت میں ہمیشہ رہنے کی خبر سعادتِ عظمیٰ ہے کہ اس مقام میں موت وانقطاع سے بالکل امن میں ہوں گے جس کے لئے نہ آخر ہے نہ انقضاء بلکہ نعمتِ سرمدی ابدی علی الدوام ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو نصیب کرے۔ آمین۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۝ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ (۲۶-۲۷)

"اللہ اس بات سے عار نہیں کرتا کہ مچھر یا اس سے بڑھ کر کسی چیز (مثلاً مکھی، مکڑی وغیرہ) کی مثال بیان فرمائے، جو مومن ہیں وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ ان کے پروردگار کی طرف سے سچ ہے۔ اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ کی مراد ہی کیا ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے (اللہ) بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخشتا ہے۔ اور گمراہ بھی کرتا ہے تو صرف نافرمانوں کو۔"

شانِ نزول :

قرآنِ مجید میں کہیں مکڑی کی مثال دی کہیں مکھی کی، اس پر کافر اعتراض کرتے تھے کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان چیزوں کا ذکر کرے۔ اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو ایسی حقیر چیزوں کا ذکر نہ ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل کیں۔

ربیع بن انسؓ نے فرمایا۔ یہ مثال اللہ نے دنیا کے لئے بھی بیان کی ہے کہ جس طرح مچھر بھوکا رہتا ہے، جیتا ہے۔ جب کھا کر تن جاتا ہے تو مر جاتا ہے۔ اسی طرح یہ قوم جن کے لیے یہ کہاوت بیان کی گئی ہے۔ اس کا عالم بھی یہ ہے کہ جب پیٹ بھر کر دنیا حاصل لیتے ہیں۔ تو اللہ ان کو پکڑ لیتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط

(الأنعام : ۴۴) (ابن جریرؒ)

"پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیتے۔"

آیت کی شانِ نزول میں یہ اختلاف ہے۔ ابنِ جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اس لیے کہ اس کا سورت سے تعلق زیادہ نبتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ دنیا کی قدر و منزلت اگر مچھر کے پر سے زیادہ ہوتی تو کافر کو اللہ پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔ معلوم ہوا کہ دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر سے زیادہ حقیر و بے قدر ہے۔ یہ معنی اس بناء پر کیا گیا ہے کہ "فوق" سے مراد "ذلت و حقارت" میں فوقیت مراد ہے۔ اکثر محققین کا یہی قول ہے۔ بعض نے کہا "فوق" سے مراد اکبریت ہے کہ کوئی چیز مچھر سے زیادہ حقیر و صغیر نہیں ہے۔ اس کو ابنِ جریرؒ نے اختیار کیا ہے۔ دلیل حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کوئی کانٹا یا اس سے زیادہ کچھ نہیں لگتا مگر اس کے لئے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے، اس کی ایک خطا مٹا دی جاتی ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مثال دینے میں کوئی چیز صغیر نہیں سمجھی جاتی۔ اگرچہ حقارت و صغر میں مچھر کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

ث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

از غازی عزیر

قسط : ۳ (آخری)

ابو البشر
حضرت آدم علیہ السلام کی خطا

(ج) حضرت آدم علیہ السلام کی وسیلہ اختیار کرنے والی حدیث کے آخر میں "وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ" (یعنی اگر حضرت محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا) وارد ہے جو عقائد سے متعلق ایک اہم ترین مسئلہ ہے۔ چونکہ اسکے لیئے کوئی متواتر نص موجود نہیں ہے۔ لہذا کتابُ اللہ اور سنتِ رسولؐ سے اس کی صحت ثابت کرنا محال ہے۔ اس حدیث کو مختلف لوگ مختلف الفاظ اور مختلف مضامین کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ شیعہ حضرات اور باطنیہ فرقہ کے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ:

"اگر علی نہ ہوتے تو اے محمدؐ میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا"[1]

متنبی مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ اُن سے اس طرح فرمائے تھے:

"(اے غلام احمد) اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا"[2]

صوفی مزاج علماء کا ایک گروہ بیان کرتا ہے کہ:

"اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو یہ آسمان پیدا نہ

---

[1] رسالہ در حقیقتِ دینؒ مصنفہ شاہ شہاب الدین صفحہ ۱۲، طبع بمبئی ۱۹۳۳ء، ولایت نامہ تالیف مُلا سلطان محمد گنا بادی صفحہ ۳۵، طبع دوم چاپخانہ دانشگاہ تہران ۱۳۸۵ھ وغیرہ۔

[2] حقیقت الوحی، صفحہ ۹۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کئے جاتے ہیں[1]"

ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ:

"حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ! اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ جنت پیدا کرتا نہ دوزخ"[2]

ایک روایت اس طرح بھی بیان کی جاتی ہے کہ:

"(اے محمدؐ!) اگر آپ نہ ہوتے تو میں یہ دنیا پیدا نہ کرتا"[3]

اس سلسلہ کی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں نہ آدمؑ کو پیدا کرتا، نہ جنت کو، نہ جہنم کو"[4]

اگر دیکھا جائے تو بعض عیسائیوں کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ:

"کائنات کی تمام اشیاء حضرت محمدؐ کے لئے پیدا کی گئی ہیں"[5]

مولانا زکریا صاحب مرحوم نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کی وسیلہ والی حدیث کی تخریج کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"میں کہتا ہوں کہ ایک دوسری مشہور حدیث لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ اس کی تائید کرتی ہے، جس کے متعلق مُلا علی قاریؒ موضوعاتِ کبیر میں لکھتے ہیں کہ موضوع ہے لیکن اس کے معنی صحیح ہیں اور تشریف میں اس کے معنی ثابت ہیں[6] الخ"

---

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر ۳، حصہ ۹، مکتوب ۱۰۰، صفحہ ۷۴-۷۵، رسالہ درحقیقتِ دین از شہاب الدین شاہ صفحہ ۱۳، قصائد قاسمی بحوالہ تبلیغی نصاب مصنفہ مولانا زکریا مرحوم (فضائل درود صفحہ ۱۲۴ طبع دہلی الآثار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ مصنفہ عبدالحیٔ لکھنوی، صفحہ ۴۳-۴۴۔

[2] کنز العمال حدیث ۳۲۰۲۵ والأسرار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ للقاری، صفحہ ۱۹۴۔

[3] الأسرار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ للقاری، صفحہ ۱۹۴، والموضوعات لابن الجوزی، ج ۱، صفحہ ۲۸۹۔

[4] مستدرک حاکم، ج ۲، صفحہ ۶۱۵، والآثار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ از عبدالحیٔ لکھنوی، صفحہ ۴۴-۴۵۔

[5] انجیل برنباس انگریزی ترجمہ صفحہ ۵۰، طبع آکسفورڈ ۱۹۰۷ء۔ [6] تبلیغی نصاب (فضائل ذکر عکسی، صفحہ ۹۵-۹۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مولانا زکریا مرحوم کے التباس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ راقم نے مشہور حدیث "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ" پر بحث کرتے ہوئے اپنے سابقہ مضمون "حقیقتِ محمدیہ اور نورِ محمدی کی حقیقت" میں شیخ ملا علی القاریؒ کے قول "موضوع ہے لیکن اس کے معنی صحیح ہیں" کا بدلائل بطلان کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ نہ اس کے معنی کی صحت کا دعویٰ درست ہے اور نہ اس کے ثبوت کا دعویٰ، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس مضمون کی تمام روایات سنداً و متناً قطعی طور پر باطل ہیں۔ چنانچہ ان میں سے مختلف روایات پر محدثین کبار مثلاً علامہ صنعانیؒ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ ذہبیؒ، علامہ طاہر پٹنیؒ، علامہ محمد بن علی الشوکانیؒ علامہ ابن الجوزیؒ، علامہ سیوطیؒ، علامہ ابن عراق الکنانیؒ ملا علی القاریؒ وغیرہ نے "موضوع" ہونے کا صریح حکم لگایا ہے[1] علامہ ابن عبدالحلیمؒ ابن تیمیہ نے بھی اس مضمون کی تمام احادیث پر سخت تنقید فرمائی اور ان کا بطلان کیا ہے[2] اس کے تفصیلی مطالعہ کے لئے راقم کے مضمون بعنوان "حقیقتِ محمدیہ اور نور محمدی کی حقیقت" کی طرف رجوع فرمائیں۔

ویسے بھی "وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ" کے الفاظ بتاتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے جو خلافِ واقعہ امر ہے[3] حالانکہ اسی حدیث میں چند سطور اوپر قبل از تخلیق آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی خود نفی بھی کی گئی ہے، الفاظ اس طرح ہیں:

كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ؟

---

[1] الأحادیث الموضوعة للصنعانی، صفحہ ۷، الفوائد المجموعة للشوکانی صفحہ ۳۲۶، میزان الاعتدال للذہبی ج ۳، صفحہ ۲۴۶۔ تذکرۃ الموضوعات للفتنی صفحہ ۸۶، الموضوعات لابن الجوزی ج ۱، صفحہ ۲۸۹، اللآلی المصنوعة للسیوطی ج ۱، صفحہ ۲۷۲، الأسرار المرفوعة الأخبار الموضوعة للقاری صفحہ ۱۹۴، تنزیه الشریعة المرفوعة لابن عراق ج ۱، صفحہ ۳۲۵۔ سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة للألبانی ج ۱، صفحہ ۲۹۸۔ ۳۰۰۔

[2] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۱، صفحہ ۹۶ - ۹۷۔

[3] تفصیل کیلئے راقم کے مضمون "حقیقتِ محمدیہ اور نور محمدی کی حقیقت" کی طرف رجوع فرمائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم نے محمدؐ کو کیسے پہچانا جبکہ میں نے انہیں پیدا ہی نہیں کیا ہے"

چنانچہ ان دونوں الفاظ کا آپس میں تضاد اور ایک دوسرے کی تکذیب کرنا روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

حدیث کے مذکورہ الفاظ قرآن کریم کی اُس آیت کے خلاف بھی ہیں، جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت آدمؑ (اور بنی آدم) کی تخلیق کا مقصد و حکمت اس طرح بیان فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ[51]

"میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں"

خلاصۂ کلام یہ کہ زیرِ نظر حدیث بلانزاع ضعیف الاسناد، مضطرب، خلافِ کتاب وسنت، باطل بلکہ قطعی موضوع اور اسرائیلیات سے ماخوذ ثابت ہوتی ہے جس سے شریعت میں باتفاقِ اُمت استدلال کی کوئی گنجائش نہیں ہے جن علماء نے حضرت آدمؑ کے وسیلہ اختیار کرنے والی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے انہوں نے دراصل امام حاکمؒ کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے حالانکہ امام ابوعبداللہ الحاکمؒ کا کسی حدیث کی تصحیح فرمانا اہلِ علم حضرات کے نزدیک قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ مشہور ہے کہ حدیث کی تصحیح وتحسین کے معاملہ میں امام حاکمؒ بہت متساہل واقع ہوئے ہیں۔ شارح ترمذیؒ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

"جاننا چاہیئے کہ ابا عبداللہ الحاکم بھی حدیث کی تحسین وتصحیح میں امام ترمذیؒ کی طرح متساہل ہیں لیکن اس معاملہ میں ان دونوں کا مقام برابر نہیں ہے....... بعض علماء یہاں تک فرماتے ہیں کہ حاکم کی تصحیح ترمذیؒ یا دارقطنیؒ کی تصحیح جیسی نہیں ہے بلکہ ان کی تصحیح ترمذی کی تحسین جیسی ہوتی ہے جبکہ ابن خزیمہؒ اور ابن حبانؒ کی تصحیح حاکم کی

---

[51] سورۃ الذّٰریٰت: ۵۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصحیح کے مقابلہ میں بلانزاع ارجح ہوتی ہے[۱]"

ایک اور مقام پر علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں :

"بلاریب حاکم کی مستدرک میں بہت سی احادیث صحت کی شرط پر نہیں ہیں بلکہ اس میں تو موضوع احادیث تک موجود ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ تصحیح کے معاملہ میں حاکم کا تساہل مشہور ہے جس طرح کہ بقول علامہ سیوطی حدیث کی تضعیف کے معاملہ میں ابن الجوزی کا تساہل مشہور ہے ۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن الجوزی اور حاکم کا (مستدرک میں) تساہل ان کی کتب میں موجود احادیث کے نفع کو معدوم کر دیتا ہے ۔ پس ہر ناقد پر اعتناء بلاتقلید واجب ہے بالخصوص اس وقت جبکہ وہ ان کتب میں سے کچھ نقل کرے ۔ جزائری فرماتے ہیں ، اس معاملہ میں علماء کے مابین اختلاف ہے کہ حاکم کی تصحیح کے انفراد کی صورت میں کیا حکم ہے[۲]"

علامہ ذہبی فرماتے ہیں :

"امام حاکم صدوق تھے لیکن انہوں نے اپنی مستدرک میں بہت سی ساقط احادیث کی بھی تصحیح کی ہے[۳]" اور اس امر میں شک نہیں کہ مستدرک میں ایسی بہت سی احادیث ہیں جو صحت کی شرط پر نہیں ہیں بلکہ اس میں احادیث موضوعہ بھی وارد ہیں الخ[۴]"

اور علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

"حاکم پر اس (زیر نظر) حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث کی تصحیح کی بنا پر ائمہ حدیث نے سخت نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ وہ

۱ـه مقدمہ تحفۃ الأحوذی لمبارکفوری، صفحہ ۱۷۲، نشر السنۃ ملتان ۔

۲ـه ایضاً ، صفحہ ۷۶-۷۸ مختصراً ۔

۳ـه میزان الاعتدال للذہبی ج ۳، صفحہ ۶۰۸ ۔

۴ـه تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۳، صفحہ ۱۰۳۹ - ۱۰۴۵ ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی حدیثوں کی بھی تصحیح کردیتے ہیں جو محدثین کے ہاں بالکل جھوٹی اور موضوع ہوتی ہیں۔ اسی لئے علمائے حدیث تنہا حاکمؒ کی تصحیح پر کبھی اعتماد نہیں کرتے۔ یہ بجا ہے کہ حاکمؒ کی تصحیح کردہ بہت سی حدیثیں صحیح ہیں لیکن تصحیح کرنے والوں میں ان کا مرتبہ وہی ہے جو کسی ایسے ثقہ راوی کا ہوسکتا ہے جو روایت میں بہت غلطی کرتا ہے اگرچہ محفوظ روایات بھی اس کے پاس بہت ہیں اس فن میں حاکمؒ کی تصحیح سے کمزور کسی کی تصحیح نہیں، برخلاف حاتم ابن حبان البستیؒ کے کہ جن کی تصحیح حاکمؒ سے کہیں بلند ہے۔ اسی طرح ترمذیؒ، دارقطنیؒ، ابن خزیمہؒ، ابن مندہؒ، وغیرہ مصححین حدیث ہیں کہ گو ان کی کسی کسی رائے میں اختلاف ہے مگر وہ حاکمؒ سے بہت زیادہ مہارت رکھتے ہیں؎۱"

علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ الجزائریؒ، علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ذہبیؒ کے علاوہ علامہ ہیثمیؒ، علامہ عبدالرحمن معلمی الیمانیؒ، علامہ زیلعیؒ، اور علامہ محمد ناصرالدین الألبانی وغیرہ نے بھی اپنی مختلف تصانیف میں حاکمؒ کی تصحیح پر علمائے حدیث کا عدم اعتماد اور اس معاملہ میں ان کے تساہل کا ذکر کیا ہے تفصیل کے لئے لسان المیزان لابن حجرؒ، التنکیل بما فی تأنیب الکوثری للشیخ عبد الرحمن معلمی الیمانیؒ، نصب الرایہ فی تخریج الہدایۃ للزیلعیؒ اور سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں؎۲۔

بلاتحقیق امام حاکمؒ کی تقلید میں اس حدیث کی تصحیح کرنے والوں میں سب سے زیادہ مشہور نام علامہ سبکیؒ کا بیان کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن الہادیؒ نے علامہ سبکیؒ کے تصحیح فرمانے پر سخت تنقید فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"مجھے تعجب ہے کہ سبکیؒ نے کس طرح حاکمؒ کی تقلید میں اس (زیر نظر)

؎۱ القاعدة الجليلة في التوسل والوسيلة، لابن تيمية صفحہ ۸۹۔

؎۲ "التنکیل بما فی تأنیب الکوثری" للشیخ عبدالرحمن معلمی الیمانی ج ۱ صفحہ ۴۵۵، ۴۹۷ طبع لاہور، نصب الرایہ للزیلعی ج ۱، صفحہ ۳۴۲، ۳۴۴ - طبع مصر، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ صفحہ ۴۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کی تصحیح کی ہے حالانکہ یہ حدیث غیر صحیح اور سرے سے ثابت ہی نہیں ہے بلکہ حد درجہ ضعیفُ الاسناد ہے اور بعض آئمہ نے اِس پر موضوع کا حکم بھی لگایا ہے۔ حاکم کی حدیث کی اسناد عبدالرحمٰن بن زید تک صحت کے ساتھ نہیں پہنچتیں بلکہ مفتعل ہیں۔ اگر عبدالرحمٰن بن زید تک اِس کی اسناد کو صحیح مان لیا جائے تو بھی وہ ضعیف اور غیر محتج بہ رہے گی کیونکہ خود عبدالرحمٰن اِس کے طریق میں موجود ہے۔ حاکمؒ نے بلاشبہ عظیم خطا کی ہے اور ان کا یہ تناقض، تناقضِ فاحش ہے کیونکہ انہوں نے خود عبدالرحمٰن کو اپنی کتاب "الضعفاء" میں ذکر کیا ہے۔ سبکیؒ نے حاکم کی اس بڑی خطاء اور تناقضِ فاحش کی تقلید کی اور اُن پر اعتماد کیا ہے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں، ہم نے حاکم کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے[۱]"

علامہ سبکیؒ کے علاوہ اِس حدیث کی تصحیح کرنے والوں میں دوسرا قابلِ ذکر نام علامہ کوثری کا ہے۔ علامہ سبکیؒ تو حاکم کی تصحیح پر اعتماد کرکے دھوکہ کھا گئے لیکن علامہ کوثری نے غیر جانبدار محقق کا رویّہ اختیار نہ کرتے ہوئے بطلان کی تمام واضح علامات کے باوجود اِس حدیث کی تصحیح کی ہے[۲] عبدالرحمٰن ابن زید کے ضعف کا خود انہیں بھی اعتراف ہے لیکن اِس کے دفاع کی ناکام کوشش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"مگر وہ کذب کے ساتھ متہم نہیں بلکہ وہم کے ساتھ متہم ہے اور ایسے شخص کی بعض احادیث صاف ستھری ہوتی ہیں"

علامہ کوثری کے اِس قول پر تنقید کرتے ہوئے علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"عبدالرحمٰن بن زید میں جو وہم بتلایا گیا ہے تو وہ اسی باعث ہے

۱؎ الصارم المنکی لابن عبدالہادی، صفحہ ۲۹۔

۲؎ مقالات الکوثری، صفحہ ۳۹۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس نے احادیثِ موضوعہ روایت کی ہیں جیسا کہ حاکمؒ اور ابونعیمؒ سے منقول ہے۔ پس ایسے شخص کی کوئی حدیث شیخ کوثری کے نزدیک بھی صاف ستھری نہیں ہوسکتی، اِلّا یہ کہ اس میں تعصب اور ھویٰ سے کام لیا جائے[51]"

علامہ کوثری ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"کسی خبر پر باعتبار صناعۃ الحدیث وضع یا ضعفِ شدید کا حکم لگانے کا مدار اس بات پر ہے کہ اس میں کذاب یا متہم بالکذب اور فاحش الخطاء رواۃ کے ساتھ انفراد پایا جائے[52]"

اور بقول علامہ ناصر الدین الألبانی:

"زیرِنظر حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن زید میں کم از کم فاحش الخطاء ہونے کی علت تو ضرور پائی جاتی ہے[53]"

مختصر یہ کہ جن جلیلُ القدر محققین نے اس حدیث کا بطلان کیا ہے وہ بلاشبہ حق بجانب ہیں اور ان شاء اللہ عنداللہ مأجور ہوں گے۔ ان کبار آئمہ حدیث میں سے چند محققین کے اقوال مختصراً پیشِ خدمت ہیں:

علامہ ذہبیؒ "تلخیصُ المستدرک" میں فرماتے ہیں:

قُلْتُ بَلْ مَوْضُوْعٌ۔

"میں کہتا ہوں بلکہ یہ حدیث گھڑی ہوئی ہے[54]"

"میزانُ الاعتدال فی نقد الرّجال" میں بھی علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کو "باطل" قرار دیا ہے[55] علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے علامہ ذہبیؒ سے اتفاق کرتے ہوئے اسکے

---

[51] سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج۱، صفحہ ۴۱۔

[52] مقالات الکوثری، صفحہ ۴۲۰۔

[53] سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج۱/ ۴۱۔

[54] تلخیص المستدرک للذہبی ج۲، صفحہ ۶۱۵۔

[55] میزان الاعتدال للذہبی ج۲، صفحہ ۵۰۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول کی توقیر کی ہے[۵۱] علامہ ابن کثیرؒ نے بیہقی کا قول (اس میں عبدالرحمن بن زید کا تفرد ہے اور وہ خود ضعیف ہے) نقل کرکے اس کی تائید فرمائی ہے[۵۲] علامہ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

فَهٰذَا مِمَّا أَنْكَرَهُ عَلَيْهِ أَئِمَّةُ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ[۵۳]

"بس یہ وہ حدیث ہے جس پر آئمہ حدیث نے انکار کیا ہے"

علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو اصلاً موقوف اور اسرائیلیات میں سے ہیں"

عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اس حدیث کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرنے میں خطاء کی ہے۔ جس کی تائید ابوبکر الآجریؒ کی روایت سے بھی ہوتی ہے[۵۴] الخ"

علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے بھی اس روایت کو اسرائیلیات کے قبیل سے قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"اس طرح کی حدیثوں پر شریعت کی بناء جائز نہیں اور باتفاقِ مسلمین ان سے دین میں قطعاً استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ اسرائیلیات وغیرہ کی قسم سے ہیں کہ جن کی حقیقت بغیر صحیح و ثابت حدیث کی شہادت کے معلوم نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح کی حدیثیں اگر کعب الاحبارؓ اور اور وہب بن منبہؒ وغیرہ بھی جو اہلِ کتاب سے دنیا کی پیدائش اور متقدمین کے قصے نقل کرتے ہیں، روایت کرتے تو بھی باتفاق مسلمین شریعت میں ان سے استدلال جائز نہ ہوتا۔ پھر ایسی حالت میں ان کا کیا وزن ہو

---

۵۱ لسان المیزان لابن حجرؒ ج۳، صفحہ ۳۶۰۔

۵۲ تاریخ ابنِ کثیرؒ ج۲، صفحہ ۳۲۳۔

۵۳ القاعدۃ الجلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ لابنِ تیمیہ، صفحہ ۸۷، ۸۹۔

۵۴ سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ الألبانی ج۱، صفحہ ۴۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے جبکہ انہیں ایسے لوگ روایت کرتے ہیں جن کا ماخذ نہ اہلِ کتاب ہیں نہ ثقات علمائے اسلام، بلکہ ایسے اشخاص سے روایت کرتے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک مجروح اور ضعیف ہیں اور جن کی حدیث حجت نہیں ہوتی، پھر خود راوی ایسے مضطرب ہیں کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا حافظہ درست نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیثیں یا ان کے ہم معنی کوئی حدیث بھی کسی ایسے عالم نے روایت نہیں کی جو مسلمانوں کے نزدیک ثقہ اور جس کی روایت قابلِ اعتماد ہے بلکہ اس کے راوی اسحق بن بشر جیسے لوگ ہیں جو پیدائشِ عالم کی کتابوں میں روایتیں کرتے پھرتے ہیں۔ اگر یہ چیز نبیوں سے ثابت ہوتی تو اہلِ کتاب کے لئے شریعت ہوتی اور اس سے اس بنیاد پر احتجاج ہوتا کہ پہلے لوگوں کی شریعت ہمارے لئے بھی شریعت ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف مشہور ہے لیکن آئمہ اور اکثر علماء کی رائے یہی ہے کہ وہ ہمارے لئے بھی شریعت ہے بشرطیکہ خاص ہماری شریعت میں اس کے خلاف کوئی حکم موجود نہ ہو، لیکن یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں بات اگلوں کے لئے شریعت تھی؟ ظاہر ہے اس کے لئے رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث یا خود اہلِ کتاب سے متواتر خبر کا پایا جانا ضروری ہے نہ اس طرح کی بے بنیاد روایتیں کہ جن سے استدلال مسلمانوں کی شریعت میں کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں۔"[1]

علامہ حافظ ابن تیمیہؒ اور علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ کے اس دعویٰ کی صداقت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری برناباس کی انجیل سے دو تائیدی اقتباسات ذیل میں پیشِ خدمت ہیں:

"God hid himself, and the angel Michael

[1] القاعدة الجليلة في التوسل والوسيلة لابن تيميہؒ، مترجم مولانا احسان الٰہی مرحوم، صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷۔ طبع لاہور۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

drove them forth from paradise. Whereupon. Adam, turning him round, saw written above the gate, "There is only one God, and Muhammad is messanger of God." Whereupon, weeping, he said: May it be pleasing to God, O my son, that thou come quickly and draw us out of misery."[1]

ترجمہ:

"پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو چھپا لیا اور فرشتہ میکائیل نے آدم و حوا کو جنت سے نکال باہر کیا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے چاروں طرف گھوم کر دیکھا تو جنت کے دروازہ پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا پایا۔ تب آدم علیہ السلام نے کہا، 'شاید اللہ تعالیٰ کو پسند ہو، اے میرے بچّہ! تم جلد آؤ اور ہمیں اس مصیبت سے باہر نکالو'"

انجیل برناباس کے ایک اور مقام پر مذکور ہے:

"Adam, having sprung up upon his feet, saw in the air a writing that shown like the Sun, which said:

"There is only one God, and Muhammad is the messenger of God."[2]

---

[1] انجیل برناباس، صفحہ ۵۴، طبع آکسفورڈ پریس ۱۹۰۷ء (انگریزی ترجمہ)۔

[2] THE GOSPEL OF BARNABAS (ENGLISH VERSION), Page No. 50, Oxford Press, 1907.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:

"(جب حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا گیا تو) وہ اپنے پیروں پر اُچھل کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ہوا میں ایک تحریر دیکھی جو سورج کی مانند چمک رہی تھی۔ وہ تحریر اس طرح تھی:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔"

حدیث زیرِ مطالعہ پیش کی گئی مذکورہ بالا تمام بحثوں کا خلاصہ حافظ ابن تیمیہؒ کے جامع الفاظ میں اس طرح پیشِ خدمت ہے:

"تجھے یہ بات کافی ہے کہ یہ حدیث معتمد علیہ کُتبِ احادیث صحاح بخاری و مسلم و صحیح ابن خزیمہ و ابو حاتم و ابن حبان و حاکم[1] و مستخرج علی الصحیح لأبی عوانہ و ابی نعیم و مستخرج البرقانی و اسماعیلی میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی کتب سنن ابی داؤد و نسائی و ابن ماجہ میں ہے اور نہ جوامع مثلاً جامع الترمذی وغیرہ میں ہے اور نہ ہی مسانید مثلاً مسند احمد وغیرہ میں ہے اور نہ ہی مصنفات مثلاً مؤطا امام مالک و مصنف عبدالرزاق و سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و وکیع و سلمہ میں ہے اور نہ ہی ان کتب تفاسیر میں ہے جن کی اسانید مقبول و مردود میں امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً تفسیر عبدالرزاق و عبد بن حمید و احمد بن حنبل و اسحاق بن ابراہیم و عبدالرحمٰن بن ابراہیم و دحیم و ابن ابی شیبہ و بقی بن مخلد و تفسیر ابن ابی حاتم و ابن ابی داؤد و محمد بن جریر الطبری و ابی بکر بن المنذر و ابن مردویہ۔ کئی ایک حفاظ نے حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا ہے مثلاً ابو القاسم ابن عساکر نے تاریخ کبیر میں پورا واقعہ درج کیا ہے اور لوگوں سے مروی تمام روایات جمع کر دی

---

[1] یہاں شیخ الاسلامؒ سے تسامح ہوا ہے کیونکہ اس حدیث کی تخریج حاکمؒ نے اپنی مستدرک (ج ۲، صفحہ ۶۱۵) میں کی ہے اور خود آپ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الوسیلہ (صفحہ ۸۹) میں اس روایت کو بحوالہ حاکم وارد کر کے اس کا بطلان کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں لیکن اس روایت کو وہ بھی نہیں لائے ہیں[1] اس روایت یا اس کے مثل دوسری روایات کو وہ لوگ لاتے ہیں جو موضوعاتِ کثیرہ اور اکاذیبِ عظیمہ کو بلا تمیز جمع کر دیتے ہیں مثلاً مصنّف کتاب "وسیلۃ المتعبدین" للشیخ عمر موصلی یا اس کے مثل "تنقل الأنوار" للبکری جسمیں کذب موجود ہے اور سمجھدار آدمی اسے بخوبی جانتے ہیں۔ اسی طرح قاضی عیاضؒ بن موسیٰ الیحصبی جن کے علم وفضل اور دینداری کے باوجود علماء نے ان کی کتاب "الشفاء" میں ذکر کردہ بہت سی احادیث و تفاسیر کا انکار کیا ہے، اور ان کو موضوعات و مناکیر میں سے قرار دیا ہے۔ ثعلبیؒ اور واحدیؒ وغیرہ کی تفاسیر میں فضائل و تفسیری مواد میں غریب اور موضوع چیزیں موجود ہیں لہٰذا کسی بات کو محض ان کی طرف منسوب کر دینے سے وہ بات قابلِ اعتماد نہیں ہو جاتی۔ اسی طرح ابوالقاسم القشیری، ابو اللیث السمرقندی اور ابو عبدالرحمٰن السلمی کی تفاسیر پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ پھر یہ گمراہ وہم کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت موجود تھے اور آپؐ کی ذات تمام ذوات سے قبل مخلوق ہوئی اور اس پر موضوع اور بناوٹی روایات سے استشہاد کرتے ہیں مثلاً اس حدیث سے جسمیں ہے کہ عرش کے گرد نور تھا آپؐ نے فرمایا جبریلؑ وہ نور میں ہی تھا۔ ان میں سے بعض کا دعویٰ ہے کہ حضرت جبریلؑ کے نازل ہونے سے قبل ہی آپؐ حافظِ قرآن تھے۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق کے بعد اور اس میں روح پھونکنے سے قبل آپؐ کو نبی لکھ دیا تھا اور یہ بات صحیحین کی حدیث ابنِ مسعودؓ کے عین مطابق ہے جس میں جنین کے پیدا ہونے اور درجہ بدرجہ حالات کی تبدیلی کا بیان

---

[1] یہاں بھی شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے تسامح ہوا ہے۔ ابنِ عساکرؒ نے اس روایت کو ج ۲، صفحہ ۳۱۰، ق ۲) پر وارد کیا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اسکے مناسب ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور نفخ روح کے درمیان اس کے احوال لکھے اور یہ عظیم حال بھی تحریر ہوا کہ اس کی اولاد میں ان کا سردار ہو گا۔ آدم علیہ السلام کے توسل کے بارے میں بکری نے جو روایت ذکر کی ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی نقل نہیں کرتا۔ یہ قابلِ اعتماد نہیں ہے نہ ہی کسی اور روایت کی تائید و استشہاد میں پیش کی جا سکتی ہے۔ اس روایت کی تکذیب اس سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا[1]

"حضرت آدمؑ نے اپنے رب سے کلمات حاصل کئے پس اللہ تعالیٰ نے اس پر رجوع کیا یعنی ان کی توبہ قبول کی کیونکہ وہ بیشک توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ پھر ہم نے کہا کہ نیچے چلے جاؤ تم سب یہاں سے"

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کلمات سے توبہ کی تھی جو انہوں نے اپنے رب سے حاصل کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[2]

"وہ پکار اُٹھے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم خسارہ میں پڑنے والوں میں سے ہو جائیں گے"

---

[1] سورة البقرة، ۳۷، ۳۸۔

[2] سورة الأعراف، ۲۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ان کلمات کے بعد ان کو ھبوط کا حکم دیا گیا تھا، معلوم ہوا کہ ھبوط کا حکم انہی کلمات کے بعد تھا جو انہوں نے رب تعالیٰ سے حاصل کئے تھے اور وہ کلمات تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا الخ یا انہیں کے ہم معنی دوسرے کلمات مفسرین کے طائفہ کثیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ جو کلمات انہوں نے رب تعالیٰ سے حاصل کئے تھے وہ کلمات ان کے علاوہ کوئی اور تھے تو ظاہر قرآن کے خلاف اس قائل کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ ابن أبی الدنیا نے کتاب "التوبہ" میں ان کلمات کے بارے میں بہت سی چیزیں پیش کی ہیں جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے اس قول کے گرد ہی گھومتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے نیز آدم وحوا کے اس قول رَبَّنَا ظَلَمْنَا الخ میں اقرار جرم اور طلب بخشش ہے۔ آدم سے کم تر اگر کوئی ایسا اقرار جرم کرے اور بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَائِشَۃَ اِنْ کُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِی اللّٰہَ وَتُوْبِیْ اِلَیْہِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِہٖ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ[۱]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اگر تجھ سے کوئی جرم ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور اس کی طرف رجوع کر۔ بندہ جب جرم کا اقرار کر کے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ

۱۔ صحیح بخاری مع فتح الباری، ج ۷، صفحہ ۴۳۳، ج ۸، صفحہ ۳۶۲، صحیح مسلم کتاب التوبہ، مسند احمد، ج ۶، صفحہ ۱۹۶، ۲۶۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا[1]

"جو بُرا کام کرتا ہے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا"

اسی طرح وہ آیت جو سورۂ آلِ عمران میں ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ[2]

"اور جو فحش کام کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں، اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہ معاف کرسکتا ہے اور جان بوجھ کر اپنے کاموں پر اصرار نہیں کرتے"

جب توبہ سے مغفرت حاصل ہوجاتی ہے تو مقصود اسی سے حاصل ہوگا نہ کسی دوسرے ذریعہ سے، صحیح حدیث میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا عَمْرُو أَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ التَّوْبَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا[3]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اے عمرو کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام پہلے کی تمام چیزیں ساقط کردیتا ہے اور توبہ پہلے کے تمام کام گرادیتی ہے"

نیز اگر حضرت آدم ؑ نے ایسا کیا ہوتا تو اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سورۃ النساء: ۱۱۰۔

[2] سورۂ آلِ عمران ۱۳۵۔

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان، ۱۹۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ایسے ہی کہتی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں تمام انبیاءؑ بھی ایسا ہی کہتے جبکہ آثارِ سنن کے عالم جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اس کا حکم نہیں دیا ہے، اور نہ کسی صحابی سے منقول ہے نہ ہی کسی نیک و متقی عالم نے ایسا کیا ہے۔ معلوم ہوا یہ جھوٹے وضاعین کی اختراع ہے۔ جنہوں نے صحیح کے مقابلے میں اس سے زیادہ جھوٹ وضع کر لیا ہے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان نقد اور علماء نقل یعنی علماء جرح و تعدیل کے ذریعہ تفریق کرا دی ہے[1]۔"

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہؒ کی اس مفصل، علمی اور لاجواب تحقیق کے ساتھ ہی ہم زیرِ نظر مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

احباب متوجّہ ہوں

آج کل وی۔ پی پیکٹ کا ڈاک خرچ بہت زیادہ ہو گیا ہے جس کے عدم وصول یا انکاری ہونے پر واپسی کی صورت میں ادارہ کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے اس لئے جملہ خریداران محدث کی خدمت میں گذارش ہے کہ جن صاحبان کو اپنے زرِ سالانہ کے ختم ہو جانے کی اطلاع اب تک مل چکی ہے۔ وہ براہِ نوازش دفتر ہذا کو جلد از جلد اپنا زرِ سالانہ بذریعہ منی آرڈر / چیک بھیج دیں اسی طرح دوسرے صاحبان بھی زرسالانہ کی میعاد ختم ہونے کی اطلاع ملتے ہی زرِ سالانہ جلد بھیجنے کی کوشش فرمایا کریں ورنہ دو ماہ تک انتظار کرنے کے بعد محدث کی ترسیل بند کر دی جائے گی کیونکہ مذکورہ صورتِ حال کی وجہ سے وی پی کی ترسیل بند کر دی گئی ہے!

مینجر محدث

[1] الرد علی البکری لابن تیمیۃ، صفحہ ۶، ۹ مختصراً، طبع سلفیۃ مصر۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

قیامت کے روز لوگوں کو والد کی نسبت سے پکارا جائیگا یا والدہ کی نسبت سے؟

عام طور پر لوگوں میں مشہور ہے کہ قیامت کے روز لوگوں کو والدہ کی طرف نسبت کرکے پکارا جائے گا۔ مگر یہ بات عقلاً ونقلاً غیر معقول ہے۔

چونکہ انسان کا نسب والد کی طرف سے چلتا ہے نہ کہ والدہ کی طرف سے، اس لئے جس طرح دنیا میں انسان کی نسبت والد کی طرف ہوتی ہے، اسی طرح آخرت میں بھی ہر انسان کو والد ہی کی طرف نسبت کرکے پکارا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت چونکہ معجزانہ طور پر والد کے بغیر ہوئی تھی، اس لئے ان کی نسبت والدہ ہی کی طرف ہوگی۔

ان کے علاوہ عام انسانوں کو والدہ کی نسبت سے پکارے جانے کے بارے میں مندرجہ ذیل ایک حدیث روایت کی جاتی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یُدْعَی النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِأُمَّهَاتِهِمْ سِتْرًا مِّنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیْهِمْ۔ (الکامل، لابن عدیؒ ۱/۳۴۶)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو قیامت کے روز ماؤں کی طرف نسبت کرکے پکارا جائے گا، اللہ کی طرف سے ان پر پردہ ڈالنے کے لئے۔

مگر سند کے لحاظ سے یہ حدیث حد درجہ ضعیف ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود مصنف ابن عدی رحمہ نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد اس پر جرح کرتے ہوئے اسے "منکر" قرار دیا ہے۔

چنانچہ لکھا ہے:

وَھٰذَا الْحَدِیْثُ اَیْضًا مُنْکَرُ الْمَتْنِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ

"کہ یہ حدیث اس سند کے ساتھ "منکر" ہے۔

"سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة" ۱/۲۱۴ میں نو محدث العصر ماہر فن حدیث شیخ ناصر الدین البانی، (حفظہ اللہ ومتعنا بطول حیاتہ، آمین) نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا اور اس کے ایک راوی "اسحاق بن ابراہیم" پر "منکر الحدیث" کے لفظ سے جرح کی ہے۔

امام ابن حبان رحمہ نے کتاب المجروحین میں لکھا ہے کہ اسحاق بن ابراہیم حد درجہ منکر الحدیث ہے۔ ثقہ راویوں سے موضوع روایات کرتا ہے۔

اس کی بیان کردہ احادیث کو بیان کرنا حلال نہیں سوائے اظہار تعجب کے۔

اس نے فضل بن عیاض اور ابن عیینہ سے موضوع احادیث روایت کی ہیں۔

اس حدیث کو ابن الجوزیؒ نے ابن عدی کی مذکور سند سے "الموضوعات" میں درج کیا ہے اور اسحاق بن ابراہیم کو "منکر الحدیث" لکھا ہے۔

اسحاق بن ابراہیم کو شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو لسان المیزان ۱/۳۴۴)

والد کے نام سے پکارے جانے کے بارے میں ایک حدیث۔

اس بارہ میں امام ابوداؤدؒ نے ایک حدیث روایت کی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ زَکَرِیَّا عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اِنَّکُمْ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَسْمَاءِ کُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَ کُمْ۔

سنن ابی داؤد مع عون المعبود ۴/۴۴۲، باب فی تغییر الأسماء

ترجمہ:- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں قیامت کے روز تمہارے آباء کے ناموں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پکارا جائے گا، اس لئے اچھے اچھے نام رکھا کرو۔

اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ کے علاوہ امام احمدؒ، دارمیؒ اور ابن حبانؒ نے بھی روایت کیا ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو مسند امام احمد ۵/۱۹۴۔ سنن دارمی ۲/۲۹۴ باب فی حسن الأسماء، حدیث نمبر ۲۶۹۷۔ موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان ص۴۷۹، باب ماجاء فی الأسماء، حدیث نمبر ۱۹۴۴۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ابوداؤدؒ نے اس کی سند کو منقطع قرار دیا اور کہا ہے کہ عبداللہ بن ابی زکریا کی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں مگر امام نووی رحمہ اللہ نے دو مقامات پر اس سند کو جید قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام موصوف "الاذکار" میں رقمطراز ہیں:

رُوِّینَا فِی سُنَنِ اَبِی دَاوٗدَ بِالْاِسْنَادِ الْجَیِّدِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ
(الأذکار ص)

اسی طرح "تہذیب الأسماء والصفات" ۱/۱۱ فصل: بالتسمیۃ دالأسماء والکنی والألقاب" میں اسی حدیث کو ذکر کرکے فرماتے ہیں۔

رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ

کہ اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے جید (بہترین) سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابوداؤدؒ کی اس حدیث کی شرح امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کہ اس حدیث میں ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ قیامت کے روز لوگوں کو والدہ کے نام سے پکارا جائے گا نہ کہ والد کے نام سے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے "الصحیح" میں باب "یُدْعَی النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِاٰبَاءِھِمْ" قائم کرکے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے روز لوگوں کو والد کی نسبت سے پکارا جائے گا نہ کہ والدہ کی نسبت سے۔

امام موصوف آگے فرماتے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ قیامت کے روز لوگوں کو والدہ کی نسبت سے پکارا جائے گا ان کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام طبرانیؒ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المعجم" میں سعید بن عبداللہ الاودی سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ

"میں ابوامامہؓ کے پاس گیا۔ وہ نزع کے عالم میں تھے، انہوں نے فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو تم میرے ساتھ اسی طرح کرنا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور تم اسے دفن کر کے فارغ ہو جاؤ تو تم سے ایک آدمی اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یا فلان بن فلانہ وہ اس کی بات کو سن رہا ہوتا ہے مگر جواب نہیں دے سکتا . . . .

ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر اس کی والدہ کا نام معلوم نہ ہو تو؟

آپؐ نے فرمایا: اسے اس کی والدہ حوا علیہا السلام کی نسبت سے یا فلان بن حواء کہہ دے۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ،

وَلٰكِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضُعْفِهٖ فَلَا تَقُوْمُ بِهٖ حُجَّةٌ فَضْلًا أَنْ يُّعَارَضَ بِهٖ مَا هُوَ أَصَحُّ مِنْهُ (تهذيب لابن القيم ۷/۲۵۰)

کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر اہلِ علم کا اتفاق ہے۔ یہ حدیث ضعف کے سبب دلیل نہیں بن سکتی کجا یہ کہ اسے صحیح ترین حدیث کے مقابلہ میں پیش کیا جائے۔

امام المحدثین امام بخاریؒ کا موقف

اس بارہ میں امام بخاریؒ کا موقف بھی یہی ہے کہ قیامت کے روز لوگوں کو والد کے نام سے پکارا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے "الصحیح" میں یوں باب قائم کیا ہے:

بَابُ، يُدْعَى النَّاسُ بِآبَاءِهِمْ

لوگوں کو آباء کے ناموں سے پکارے جانے کا بیان۔

اس باب میں انہوں نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهٗ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ: هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔ (صحیح بخاری ۲/۹۱۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھوکہ باز کے لئے قیامت کے روز (بطورِ علامت) ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں ابن فلاں کے دھوکہ کے سبب سے ہے۔

امام قسطلانیؒ شارح صحیح بخاری کا موقف:

امام قسطلانیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں یعنی انسان کی نسبت والد کی طرف ہوگی کیونکہ اس طرح تعریف وتمیز زیادہ ہوتی ہے۔ نیز اس حدیث میں ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ لوگوں کو والدہ کے ناموں سے پکارا جائے گا۔

ہاں والدہ کے نام سے پکارے جانے کے بارے میں ابن عباسؓ کی ایک حدیث ہے جسے امام طبرانیؒ نے "المعجم" میں روایت کیا ہے مگر اس کی سند حد درجہ ضعیف ہے

بلاحظہ ہو ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ۹/۱۰۵-۱۰۶۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ کا موقف:

حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں:

فَتَضَمَّنَ الْحَدِيثُ أَنَّهُ يُنْسَبُ إِلَى أَبِيهِ فِي الْمَوْقِفِ الْأَعْظَمِ

(فتح الباری ۲۰/۵۶۳)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت کے روز لوگوں کو والد کی طرف نسبت کر کے پکارا جائے گا۔

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں والدہ کی نسبت سے پکارے جانے کا ذکر کیا ہے وہ حد درجہ ضعیف ہیں؛

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح ترین حدیث کی روشنی میں امام بخاری، امام قسطلانی، حافظ ابن حجر اور امام ابن قیم رحمہم اللہ اجمعین وغیرہ اساطینِ علم کا موقف ہے کہ قیامت کے روز لوگوں کو والد کی نسبت سے پکارا جائے گا اور یہی بات قرینِ قیاس قرینِ دلائل ہے۔ واللہ اعلم۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ جمعۃ المبارک

۱۱ مئی ۱۹۹۰ء

رزقِ حلال کی فضیلت

اور

سود کی حرمت

خطبۂ مسنونہ: اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ
یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ
مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَہٗ
مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ
وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○

(البقرۃ : ۲۷۵)

"یعنی سود خور شیطانی جنون سے خبطی بن جاتے ہیں، کیونکہ وہ بیع اور سود کو یکساں بتاتے ہیں۔ حالانکہ خرید و فروخت اللہ نے حلال کی ہے جبکہ سود کو حرام قرار دیا ہے۔ پس جو شخص ربّ تعالیٰ سے نصیحت ملنے پر باز آجاتے تو اس کا سابقہ کیا کرایا معاف ہو کر معاملہ اللہ کے سپرد ہو گیا۔ لیکن جو لوگ پھر بھی باز نہ آئیں تو وہ دائمی جہنمی ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے لئے تین عمل بتلاتے ہیں کہ انسان ان کا اہتمام کرے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ فرمایا:

مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا وَّعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ وَّاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہٗ دَخَلَ
الْجَنَّۃَ۔ (ترمذی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" کہ جو آدمی حلال کھائے، شریعت کے طریقے کے مطابق عمل کرے اور ہمسائے اُس کے جھگڑوں سے محفوظ رہیں وہ شخص جنّت میں داخل ہو گیا"

گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کے عمل کی مقبولیت کے لئے جس چیز کو بڑا اہم قرار دیا ہے بلکہ اُسے عمل کا مدار ٹھہرایا ہے، وہ رزقِ حلال ہے۔

حدیثِ مذکورہ بالا میں رزقِ حلال کا ذکر اللہ تعالیٰ نے نیک عمل سے پہلے کیا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآنِ کریم سے ہی استنباط ہے۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں ہے:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا (المؤمنون)

"اے انبیاء کی جماعت! پاکیزہ چیزیں (حلال) کھاؤ اور نیک عمل کرو"

چنانچہ عام انسانوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا کہ پہلے وہ حلال کھانے کا اہتمام کریں۔ اس لئے کہ جو جسم حرام سے پرورش پاتا ہے۔ اس کا ٹھکانہ آگ ہوتی ہے۔ آگ اس کے زیادہ لائق ہے کیونکہ اس نے اپنا جسم ناجائز طریقوں سے پالا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ اللہ کے رسولؐ! میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسا بنا دیں کہ میں جو دعا کروں قبول ہو جائے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا کہ اے سعدؓ! حلال کھاؤ تمہاری دعا قبول ہو گی۔

(ترغیب و ترہیب)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اگر حرام کما کر اُس سے صدقہ بھی کرتا ہے تو وہ بھی اُس کے لئے مفید نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے اپنے کپڑے کو پیشاب سے دھویا۔ اسی طرح جو شخص حرام مال کا صدقہ کرتا ہے اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور ہم سے پاک حلال ہی چاہتے ہیں۔

(مفہوم اقتباس حدیث مسلم اور احیاء العلوم غزالی)

قرآنِ پاک میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (البقرة: ۱۷۲)

"اے ایمان والو! ہمارے رزق میں سے صرف حلال اور پاکیزہ کھاؤ"

اسی طرح ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝

(البقرۃ : ۲۶۷)

(اے ایمان والو! جو تم کماتے ہو اس میں سے حلال کا صدقہ کرو۔ اور جو کچھ ہم زمین سے تمہارے لئے نکالتے ہیں اس میں سے خرچ کرو۔ اور اللہ کے راستے میں نکمی چیز نہ دو۔ اس لئے کہ تم اپنے لئے خود اس کو لینے پر تیار نہیں ہو بجز اس کے کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ستودہ صفات ہیں۔)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:۔

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُولٍ۔ (ترمذی)

"یعنی نماز وضو کے بغیر نہیں ہوتی۔ اور اگر مال حلال نہ ہو تو اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔"

اُن بڑے اعمال میں سے وہ عمل جو انسان کی ساری زندگی کی غلطیاں اور کوتاہیاں معاف کرا لیتا ہے حج ہے۔ لیکن جب کوئی شخص اللہ کے رستے حرام مال سے سفر کر کے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دعا کر رہا ہوتا ہے یا میقات سے تلبیہ کہنا شروع کرتا ہے۔ جو یہ ہے:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ،

اور اسی طرح کا تلبیہ اور بھی ہے: "لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ"۔ تو لَبَّيْكَ.... الخ (اے اللہ میں تیرا وفادار ہو کر بار بار حاضر ہوا)۔ کا جواب ملتا ہے، لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ: (نہ تو تیری حاضری قبول ہے اور نہ تیری وفاداری کا دعویٰ!)۔

ایسے حاجی کے یا ربّ! یا ربّ! پکارنے کا جواب ملتا ہے کہ:

مَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَٰلِكَ۔

(اس کا کھانا بھی حرام ہے، پینا بھی حرام ہے، اور جو کچھ اُسے غذا دی گئی وہ بھی حرام، تو قبولیت کیسے ہو؟)۔

حاصل یہ ہے کہ رزق حلال چھوڑنے سے اُس کا حج جیسا بڑا عمل قبول ہونے کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے رد کر دیا جاتا ہے۔ گویا رزقِ حلال کی بڑی اہمیت ہے۔ مثلاً ایسا انسان جو کفر کی حالت میں غلط راہوں پر پڑا ہو۔ اسلام لاتے ہوئے اس کے لیے بہت مشکلات ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ عملی طور پر تو زندگی کے مختلف مراحل سے گزر کر ہی اپنے آپ کو صحیح طریقوں پر چلا سکتا ہے لیکن کیا اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان بھی نہ ہو۔ بلکہ کلمہ پڑھنے سے پہلے اپنی ساری زندگی کو درست کرلے۔ نہیں۔ اس کے لئے طریقۂ کار تو یہ ہے کہ فوراً کلمہ پڑھ لے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کی جہت سیدھی ہوگئی، ایسے جیسے اس نے اللہ سے تعلق کی ڈوری باندھ لی ہے۔ اب اس نے جو مراحل بھی طے کرنے ہیں اس کے مطابق کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ اپنی زندگی کے معاملات کو آہستہ آہستہ صحیح کرے گا۔ لیکن کلمہ پڑھنے کے بعد اس پر لازمی ہو جائے گا کہ وہ اپنے معاملات شریعت کے مطابق طے کرے۔

اسی طرح ہماری اجتماعی زندگی میں حکومت کا مسئلہ ہے۔ حکومت جب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو تو ان کے لئے ایک لمحہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ غیر اسلامی طریقوں کے مطابق اپنا نظام جاری رکھیں۔ اپنا قانون اللہ کے قانون کے بالمقابل اپنی مملکت میں جاری و ساری رکھیں بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ فوری طور پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا اعلان کریں۔ اس اعلان کے ساتھ حکومت اسلامی ہوگی جس کا دستور و قانون کتاب و سنت ہوگا۔ اور اس طرح حکومت کا سارا نظام اور پالیسیاں شریعت کے تابع ہو جائیں گی۔ انہی میں ہمارا مالیاتی نظام بھی ہے جو سودی معیشت پر مبنی ہے۔ اگر یہ اعلان نہیں کرتے تو نظامِ معیشت کبھی درست نہ ہوگا۔ حرام پر ہی قائم رہیگا۔ جس میں پورا معاشرہ بھی ملوث رہے گا۔ چنانچہ جب کسی شخص کے پیٹ میں ایک لقمہ بھی حرام کا ہے تو چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح حکومت اگر کسی ملک میں اسلامی مالیاتی نظام نافذ نہیں کرتی، تو وہ بھی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ ناجائز طریقے جن میں سے ایک بڑا طریقہ سود کا ہے۔ اس کی موجودگی میں اللہ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم میں ہے :-

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۔ (البقرۃ : ۲۷۹)

یعنی سود کے معاملات میں صرف اصل زر کو لو اور سود کو چھوڑ دو۔ اگر تم یہ کام نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔ خبردار ہو کر سن لو کہ اللہ سے اعلانِ جنگ کے بعد اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ اس کے معاملات میں برکت ہوگی یا نظام سیدھا چلے گا، تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ دھوکے میں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کا ارشاد ہے :۔

یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۝ (البقرۃ : ۲۷۶)

(اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقوں کو بڑھاتے ہیں)۔

اب جب سودی کاروبار کسی ملک میں رائج ہوتا ہے اُس وقت اللہ کی طرف سے مٹانے کی یہ صورت ہوتی ہے کہ اُس کا پورا نظامِ معاشرت تباہ کر دیا جائے۔ وہ اللہ جس کے ہاتھ میں سارے رزق کی کنجیاں ہیں۔ خزائن السماوات والارض کا وہ مالک ہے۔ اور ارشاد ہے،

وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ یعنی آسمانوں میں تمہارا رزق ہے اور تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے دُنیا میں یا آخرت میں وہ سب کا سب بھی آسمانوں میں ہی ہے۔ لہٰذا سب فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں۔ خواہ وہ تمھیں زمینی ذرائع سے ملیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ۝ (الذاریات : ۵۶-۵۷)

(میں نے جن وانس کو صرف اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ میں اُن سے رزق نہیں چاہتا اور نہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے بندوں کے بھی رازق بنیں۔ اللہ ہی بہت رزق دینے والا، جو قوت والا مضبوط ہے)۔

حاصل یہ ہے کہ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے وہی اس میں تنگی اور کشادگی کا فیصلہ کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے :

وَاللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ۔

(اللہ جسے چاہے رزق فراخ دے اور جسے چاہے تنگ کر دے)۔

گویا معاشرے میں اللہ تعالیٰ کی برکت سے ہی ساری برکتیں اور رونقیں ہوتی ہیں۔ اور اگر وہی بے برکتی پیدا کر دے یا دوسرے لفظوں میں نظام کو تباہ و برباد کر دے۔ تو پھر اس کے بعد کیا خیر کی اُمید رکھی جا سکتی ہے۔ ہمارے مُلک میں سودی نظام چلتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اِس نظام کو اگر ختم کر دیا گیا تو ملک میں بحران پیدا ہو جائے گا۔ کیا یہ سودی نظام اللہ کے خلاف اعلانِ جنگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے ؟ یقیناً ہے ۔ لہٰذا یہ جو بے برکتی ہو رہی ہے یہ سب کچھ سُودی نظام کی وجہ سے ہے اور حکومت کے معاملات سیدھے نہیں ہوتے ۔ جب تک عقیدہ درست نہ ہو بات نہیں بنتی ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رزق کی ذمہ داری اپنے اوپر لے رکھی ہے ۔ بارھواں پارہ شروع ہوتا ہے :۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۔ (هود : ٦)

"یعنی زمین میں ہر رینگنے چلنے والی چیز کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے ۔ اللہ کو علم ہے کہ کہاں کسی کا مستقل ٹھکانہ ہے یا عارضی ۔"

جب اللہ ہی کو علم ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے کا سارا علم لوح محفوظ میں پہلے سے لکھا ہوا ہے ۔

اِس دُنیا میں اگرچہ اللہ تعالیٰ رزق دوست دشمن سب کو دیتے ہیں لیکن مسلمان بن کر اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اسلام کے منافی تدبیروں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہوگی تو وہ سخت دھوکہ میں ہے ۔

اِسی خیال کو باطل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قارون کا قصہ ذکر کیا ہے جو یوں ہے :۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ ۔ الآیۃ ۔ (القصص : ٧٦)

مفہوم یہ ہے کہ قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا (جو فرعون کی غلام تھی) ۔ پھر اس نے اپنے بھائی بندوں پر سرکشی کی ۔ حالانکہ اللہ نے اُسے اتنی دولت دی کہ اُس کے خزانے کی کنجیاں ایک بڑی جماعت اُٹھاتی تھی ۔ آگے بیان ہے کہ جب یہ شان و شوکت کے ساتھ لوگوں کے سامنے سے گزرتا تو اُس وقت دُنیا دار لوگ آرزو کرتے کہ ہمارے پاس بھی ایسی ہی دولت ہوتی بلکہ زبانِ حال سے ماؤں کی خواہش ہوتی کہ ہمارے بچوں کو بھی اپنا ساتھی بنائے ۔ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر عذاب مسلط کیا (کیونکہ اُس نے موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائی تھی) اس پر عذاب یہ آیا کہ اُسے زمین میں دھنسا دیا گیا ۔ جب زمین میں دھنسنا شروع ہوا تو کہنے لگا ، موسیٰ ! تم نے میری دولت لینے کیلئے یہ معاملہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ساتھ کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جوش میں آکر کہنے لگے کہ اللہ! اس کی دولت بھی اس کے ساتھ زمین میں دھنسا دی جائے۔ اب وہ بمعہ دولت زمین میں دھنسا جارہا ہے۔

یہ باتیں زیادہ تر حدیث میں یا اسرائیلیات میں ہیں۔ قرآن میں صرف اتنا ذکر ہے کہ اس سے چھٹکارا پانے میں کوئی اس کی مدد کو نہ آیا:

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ۝ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ الخ۔

ارشادِ الٰہی ہے کہ جب ہم نے اُسے گھر بار سمیت زمین میں دھنسا دیا تو وہ دوست جو کل اس کے ہم مرتبہ ہونے کی آرزو کرتے تھے، کہنے لگے ... وَيْكَأَنَّ اللَّهَ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ کے ہاتھ ہے۔

اس قصہ میں جہاں دُنیا کی اندھی خواہش کرنے والوں کے لئے عبرت ہے وہاں یہ نکتہ بھی نکلتا ہے کہ جب رزق کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اللہ کے نظام کے ساتھ بغاوت کرنے کے بعد یہ امید رکھنا کہ ہمارے معاملات سدھر جائیں گے، یہ ہمارا دھوکہ ہے، فریب ہے۔

گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں میں نے اشارہ کیا تھا کہ اس وقت ہمارے ملک میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ ملک کے سرمایہ دارانہ نظام کو جاری رکھنے کی کوشش ہورہی ہے۔ نعرے لگتے ہیں سوشلزم کے۔ لیکن سرمایہ دارانہ نظام کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے جو اچھے اقدامات کئے اُن اقدامات میں سے ایک قدم یہ تھا کہ اس نے ملک میں اسلام کے نفاذ کے لئے ایک عدالت بنائی جس کا نام وفاقی شرعی عدالت ہے۔ اُسے یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ملکی قوانین کو کتاب و سنت کی روشنی میں پرکھ سکتی ہے۔ لیکن خرابی اس طرح ہوئی کہ اس عدالت کے طریقہ کار کے لئے آئین کا ایک CHAPTER 3-A کی صورت میں اس میں گڑبڑ ہے۔ یعنی جہاں اس عدالت کے اختیارات کا ذکر ہے وہاں سرمایہ دارانہ نظام کو تحفظ دیا گیا ہے کہ اس سے تو ملک میں بحران پیدا ہو جائے گا۔ اور ملکی نظام معطل ہو کر رہ جائے گا۔ چنانچہ بحران سے بچانے کے لئے جس طرح قانونی نظام کو بچانا چاہیے اسی طرح اس ملک کا مالیاتی نظام محفوظ ہونا چاہئے۔

اس طرح بظاہر صورت یوں بنائی کہ اس ملک میں قانون کی جو قوت ہے اُسے محفوظ ہونا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ چنانچہ لا کی تعریف محدود کرکے تحفظ دے دیا کہ شریعت کورٹ دستور Constitution کو کتاب وسنت کی روشنی میں نہیں پرکھ سکتی۔ پھر اس قانون ودستور پر عمل کرنے کا ایک طریقہ ہے جسے Procedural Law کہتے ہیں اسے بھی مستقل طور پر محفوظ کر دیا۔ پھر قوانین کا اہم حصہ ہمارے Personal Laws جن میں ہمارا Family Law بھی داخل ہے۔ اسے بھی مستقل طور پر محفوظ کر دیا کہ کورٹ ان پر بھی غور نہیں کر سکتی۔

میں کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا تمام اہم قوانین کو محفوظ کرکے سیکولرزم کی حفاظت کی گئی ہے اسی طرح اسلام کے تدریجی نفاذ کے دعوے سے مالیاتی نظام کو دس سال کے لئے مستثنیٰ کر لیا گیا کہ ہم فوری طور پر اسے تبدیل نہیں کر سکتے۔ پہلے تین سال کی مدت مقرر کی گئی اس کے بعد مدت کو بڑھا دیا۔ اور کہا کہ دس سال تک اس پر غور نہیں ہو سکتا۔ اب دس سال کی جو مدت ضیاء الحق نے مقرر کی تھی وہ ۲۵ جون ۱۹۹۰ء کو ختم ہو رہی ہے اور یہ مسئلہ بڑی اہمیت اختیار کر گیا ہے حالانکہ کسی بڑی تبدیلی کا بھی کوئی خطرہ نہیں کیونکہ اسلامی احکام کی روشنی میں مالیاتی نظام کا جائزہ لینے کے لئے جو عدالت ہے وہ ان ججوں پر مشتمل ہے جنھوں نے شریعت پڑھی اور نہ وہ اس نظام کے اوپر شریعت کو نافذ کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود خائف ہیں کہ وہ نہ کہہ دیں کہ ہمارا طریقہ کار غیر اسلامی ہے۔ کتاب و سنت کے مطابق نہیں۔ حکمران ان لوگوں سے خائف ہیں جو ان کے اپنے تیار کردہ ہیں۔ حالانکہ قوانین کو اسلام کے منافی قرار دلانے کے لئے بڑی شرطیں ہیں۔ ایک تو سماعت کی لمبی مدت مقرر کرتے ہیں پھر نہ تو وہ Stay دے سکتے ہیں اور نہ ہی قانون سازی کا کوئی اختیار ہے۔ اگر ہائی کورٹ کے پاس یہ اختیار ہوتا تو ہائی کورٹ Stay دے سکتی تھی۔ جیسے کہ ایک موقع پر پنجاب ہائی کورٹ اور سندھ ہائی کورٹ نے یہ کام کیا بھی۔ پنجاب میں جسٹس خلیل الرحمن اور سندھ میں جسٹس تنزیل الرحمن نے دو معاملات میں سود سے روک دیا۔ اب جن کو روکا گیا انھیں بہت پریشانی ہوئی۔ سپریم کورٹ میں گئے اس نے پھر آسانی پیدا کر دی۔ کیونکہ اس وقت ملکی قانون کی صورت حال یہ تھی کہ جنرل ضیاء الحق نے آئین کے اندر ترمیم کرکے قرارداد مقاصد کو اس دستور کا حصہ بنا دیا تھا 2-A کی صورت میں۔ ہائی کورٹ نے اسی بنیاد پر یہ کام کیا تھا لیکن سپریم کورٹ کے فیصلہ سے جو سلسلہ چلا تھا وہ بھی رک گیا۔ چنانچہ اس کے لئے اب طریقہ کار صرف یہ رہ گیا تھا کہ وفاقی شرعی عدالت ہی غور کرے۔ وفاقی شرعی عدالت Stay order جاری نہیں کر سکتی ہے۔ وہ صرف اتنا کر سکتی ہے کہ اس معاملے کو سنے۔ ماہرین اس میں آئیں انھیں سننے کے بعد فیصلہ کرے کہ وہ قانون کتنی مدت تک کتاب و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت کے مخالف ہے ۔ اس کے بعد سپریم کورٹ کے شریعت بنچ کے پاس اس کی دوبارہ سماعت ہو گی ۔ یہ سارا معاملہ عدالت سن کر پھر مدت مقرر کرے گی کہ حکومت نیا قانون لائے ۔ یہ اختیار بھی عدالت کو دس سال تک نہیں تھا ۔ اب ۲۵ جون تک عدالت کو یہ اختیار مل رہا ہے ۔

اب اس حکومت کو یہ پریشانی ہے جو یہ کہتی ہے کہ ہماری معیشت سوشلزم ہے ۔ حالانکہ یہ حکومت سرمایہ دارانہ نظام کو ہی نہیں مانتی ۔ آج کل شاید آپ نے کوثر نیازی کا مضمون پڑھا ہو، اس میں اس نے ٹیکسوں تک کی مخالفت کی ہے ۔ اشتراکی نظام کے اندر ٹیکس بھی نہیں سود بھی نہیں ۔ اب پیپلز پارٹی اپنے منشور سوشلزم سے بھی ہٹ رہی ہے اور " اسلام ہمارا دین ہے " سے بھی بغاوت کر رہی ہے ۔ اصل میں اب عوامی قوت کا مظاہرہ ہونا چاہیے ۔ لیکن ملک کے اندر ابھی بات دبی دبی اٹھتی ہے بلکہ ایک آواز اور اٹھی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام ختم تو ہونا چاہیے مگر تھوڑی سی انھیں مہلت دے دی جائے ۔

مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مہلت ہی تو سارا فساد ہے ۔ آج تک اس مہلت کے نام پر ہی تو سرمایہ دارانہ نظام کو جاری رکھا جا رہا ہے ۔ جس کے بارہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ سود کی ستر سے اوپر کچھ شاخیں ہیں ۔ وہ لینے والا، دینے والا، اس پر گواہ، سب برابر کے گناہگار ہیں ۔ اور اس کا کم سے کم گناہ اتنا ہے جتنا اپنی سگی ماں سے بدکاری کرنا ہے ۔ اتنا سنگین معاملہ اور اس کے بارے میں اتنی مداہنت کہ اس کے لئے کچھ مزید مہلت دے دی جائے ۔

ہمیں بھول جانا چاہئے کہ بحران پیدا ہو گا ۔ جب سے ہمارے ہمسائے افغانستان اور ایران میں انقلاب آیا ہے، دونوں نے فوراً سود کو ختم کر دیا ہے ۔ افغانستان میں بھی اور ایران میں بھی کیا کوئی بحران پیدا ہوا؟ بلکہ اس وقت دنیا کی نصف سے زیادہ آبادی روس چین وغیرہ میں ہے ۔ دونوں میں سود کے بغیر نظام موجود ہے" اور کیا بحران ہے ؟

پھر کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان ہو کر اتنی مشکل محسوس کرتے ہیں ۔ صرف وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر ایمان نہیں ۔ ہم اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں

سچ یہ ہے کہ ہم نے سنجیدہ طور پر اپنے مطالبات پیش نہیں کئے ۔ جب تک ہماری طرف سے بلند آواز نہیں اٹھے گی، حکومتیں اپنا رستہ سیدھا نہیں کریں گی ۔ ہماری حالت یہ ہے کہ سودی معیشت کی وجہ سے ہر آدمی اس وقت مقروض ہے ۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ قرضے لے کر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوتا ہے۔ ہماری حالت دن بدن یوں بنتی جارہی ہے کہ قرض پر قرض چڑھ رہا ہے۔ اور ہم مزید اسی سود کی لعنت میں پھنستے جارہے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ملاحظہ فرمائیے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿آلِ عمران: ۱۳۰﴾

"اے ایمان والو! سود کوئی کئی حصے بڑھا کر نہ کھاؤ۔ اللہ کا ڈر اختیار کرو تاکہ فلاح حاصل کرسکو۔"

سود کی ایک شکل یہ ہے کہ پہلے سود چڑھتا ہے جس کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد وہ سود اور راس زر کو ملا کر مزید سود بڑھتا ہے تو سود در سود ہوجاتا ہے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿

"اللہ سے ڈرو، اس لیے کہ فلاح اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

پاکستان فلاحی ریاست اس وقت بنے گی جب اللہ کے راستے پر چلے گی۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ﴿الطلاق: ۲﴾

"جب کوئی شخص اللہ کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی راہیں نکالتے ہیں۔"

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴿الطلاق: ۳﴾

"اور جہاں سے اُسے رزق ملتا ہے وہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا۔"

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ﴿الطلاق: ۴﴾

"اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کیلئے آسانی پیدا کرتے ہیں۔"

واضح رہے کہ سود کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی شخص جب کسی سے قرض لے تو وہ شخص جس نے قرض دیا ہوتا ہے وہ اپنے قرضدار سے کوئی ہدیہ بھی قبول نہ کرے اور نہ ہی اس کی سواری استعمال کرے کہ تحفہ قبول کرنا بھی سود کی ایک شکل بنتی ہے۔ ہاں اگر پہلے سے کوئی اُن کا معاملہ چلتا ہے تو اس صورت میں ہدیہ وغیرہ لینا جائز ہے۔ (ابن ماجہ)

اس معاملہ میں اتنی سختی ہے کہ اگر کسی نے کسی شخص کی سفارش کی اور اس سفارش کرنیوالے کو دوسرا شخص کوئی تحفہ بھیجے۔ اور یہ شخص تحفہ قبول کرلیتا ہے تو اُس نے سود کا بڑا دروازہ کھول دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے بارے میں اتنی سختی ہے اس کے متعلق ہماری اتنی بے احتیاطی۔ تھوڑی سی بے احتیاطی انسان کو کہاں لے جاتی ہے! اسی لئے تو آپ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ کوئی شخص سود سے نہیں بچ سکے گا۔ اگر کوئی شخص سود سے بچے گا تو اس کے غبار سے نہیں بچ سکے گا۔

(احمد۔ ابنِ ماجہ)

آج کل ہمارے ہاں بھی سود اس طرح ریشے ریشے میں رچ چکا ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہے لیکن جو شخص اللہ کے لئے تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کے لئے اللہ آسانی پیدا کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حلال کمانے اور کھانے کی توفیق دیں اور سود کی لعنت سے بچائیں۔

آمین!

وفاتِ حسرت آیات

معروف اہلحدیث صحافی، جامع مسجد اہلحدیث علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کے خطیب ماہنامہ محدث اور ترجمان الحدیث کے سابق مدیر معاون مولانا اکرام اللہ ساجد کی والدہ محترمہ تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ۲۰ مئی ۱۹۹۱ء کو حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ دینی علم کے بارے میں تحریکی جذبات رکھنے والی نہایت پارسا اور عبادت گذار تھیں۔ اولاد کی دینی اور دنیاوی تعلیم و تربیت کے علاوہ ساری زندگی تعلیم و تدریس میں صرف کر دی۔ آپ سے فیض پانے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ بہت سے احباب شاید اس سے واقف نہ ہوں کہ مرحومہ تقریباً ۳۰ سال قبل بیوہ ہونے کے ساتھ دونوں آنکھوں کی بینائی سے بھی محروم ہو گئی تھیں۔ لیکن ان محرومیوں کے باوجود ان کے بلند عزائم میں کمی نہ آئی۔ اور اپنی اولاد کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ دینی خدمات میں سرگرم رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو نور سے بھر دے اور جنت الفردوس نصیب کرے۔ آمین۔

آپ کے پسماندگان میں تین بیٹے مولانا احسان اللہ کیلانی، مولانا اکرام اللہ ساجد اور مولانا عنایت اللہ کیلانی اور، اپوتے پوتیوں کے علاوہ رشتہ داروں اور شاگردوں کی ایک بہت بڑی تعداد سوگوار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کے فیض کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر ۔۔۔ عبدالرشید عراقی

امام ابن العربیؒ

اور اُن کی علمی خدمات

۴۶۸ھ تا ۵۴۳ھ

امام ابن العربیؒ کا شمار اُندلس کے ممتاز محدثین کرام میں ہوتا ہے ان کی بدولت اُندلس میں احادیث و اسناد کے علم کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ امام ابن العربیؒ ثقات و اثبات میں مشہور رہے تھے۔ ارباب سیر نے ان کے حفظ و ضبط، ذکاوت و ذہانت کا اعتراف کیا ہے اور حدیث میں ان کو متبحر عالم تسلیم کیا ہے[1]

امام ابن العربیؒ علوم اسلامیہ میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ تفسیر القرآن، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تاریخ، ادب و بلاغت، صرف و نحو اور علم کلام میں ماہر تھے علامہ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں۔

> امام ابن العربیؒ ان لوگوں میں سے تھے، جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ مرتبۂ اجتہاد پر فائز تھے۔ تفقہ و اجتہاد میں کمال کی بنا پر محکمہ قضا ان کے سپرد کیا گیا تھا[2]

سیرت و شمائل، اور اخلاق و عادات میں بھی ممتاز تھے۔ حسن و اخلاق اور عمدہ خصائل و عادات کی وجہ سے لوگوں میں نہایت مقبول اور ہر دلعزیز تھے[3]

امام ابن العربیؒ علم و فضل کے ساتھ ساتھ دینوی اعزاز و وجاہت اور دولت و ثروت

---

[1] شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۹ ۔ [2] ایضاً ص ۹۰

[3] ابن خلکان، وفیات الأعیان ج ۲ ص ۲۹۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی مالا مال تھے، نہایت فارغ البال تھے۔ بہت بڑے سخی اور فیاض تھے[1]

امام ابن العربیؒ اپنے تفقہ واجتہاد کی وجہ سے اشبیلیہ کے قاضی مقرر کئے گئے۔ علامہ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں۔

تفقہ واجتہاد میں کمال کی وجہ سے ان کو اشبیلیہ کا قاضی مقرر کیا گیا۔ اور انہوں نے اس ذمہ داری کو اس قدر خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ وہ عوام وخواص میں بہت مقبول ہوگئے لیکن چونکہ ان کے فیصلے بے لاگ ہوتے تھے۔ اور وہ معاملاتِ قضاء میں شدت بھی برتتے تھے۔ اس لئے غالباً اس منصب سے معزول کر دیئے گئے[2]

امام ابن العربیؒ بلاد مغرب کے علماء وفقہاء کی طرح امام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ) کے فقہی مذہب ومسلک سے وابستہ تھے[3]

امام ابن العربیؒ کا نام محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد تھا۔ اور کنیت ابوبکر تھی[4] ۴۶۸ھ میں اشبیلیہ میں پیدا ہوئے ان کے والد ابو محمد عبداللہ کا شمار اشبیلیہ کے ممتاز علمائے کرام میں ہوتا تھا۔ فقہ وادب اور شعر وسخن کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ ابو محمد عبداللہ نے ۴۹۳ھ میں مصر میں انتقال کیا[5]

امام ابن العربیؒ نے بہت نامور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، علامہ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں اور علامہ ابن فرحونؒ مالکی (م ۷۹۹ھ) نے الدیباج المذہب میں اس کا تفصیل سے ذکر کیا ہے[6]

امام ابن العربیؒ ۱۷ سال کی عمر میں اپنے والد علامہ ابو محمد عبداللہ کے ہمراہ بلادِ مشرق کی سیاحت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ شام، بغداد، حجاز، اسکندریہ اور

---

[1] شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۹۱، [2] ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۲۸،
[3] ابن فرحون مالکی (م ۷۹۹ھ)، الدیباج المذہب ص ۲۸۲،
[4] ابن خلکان، وفیات الأعیان ج ۲ ص ۲۹۶، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان المحدثین ص ۱۳۷
[5] ابن خلکان، وفیات الأعیان ج ۲ ص ۲۹۲،
[6] تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۹۰، الدیباج المذہب ص ۲۸۱-۲۸۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر پہنچے۔ اور ہر جگہ کے اربابِ کمال اور ائمۂ فن سے استفادہ کیا۔

علامہ ابن فرحونؒ مالکی (م ۷۹۹ھ) لکھتے ہیں۔ کہ امام ابن العربیؒ جب تکمیلِ تعلیم کے سلسلہ میں بلادِ مشرق کے لئے روانہ ہوئے تو اپنے وطن اشبیلیہ میں فنِ قراءت اور ادب میں کمال حاصل کر چکے تھے۔[1]

مشرق کی سیاحت کے بعد واپس اپنے وطن اشبیلیہ تشریف لائے۔ اور درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔

ابن فرحونؒ مالکی (م ۷۹۹ھ) لکھتے ہیں۔

تکمیلِ تعلیم کے بعد واپس وطن آئے۔ تو ان کی ذات شائقینِ علم و فن کا ذکر بن گئی۔ لوگ دور دراز سے آتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ درس و تدریس اور گوناں گوں کمالات کی وجہ سے وہ نہایت مشہور و مقبول ہو گئے تھے، اور مسلمانوں کے امام کہلاتے تھے[2]

امام ابن العربیؒ زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کے جامع تھے۔

علامہ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں۔ کہ

ابن العربیؒ زاہد و عابد تھے۔ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے تھے[3]

علمی خدمات:

امام ابن العربیؒ جب عہدہ قضاء سے سبکدوش ہوئے تو آپ نے اپنی زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں بسر کردی۔ امام صاحب نے جو کتابیں تالیف کیں۔ ان کی تعداد ۳۷ رہی ہے اور آپ کی زیادہ تر تصانیف حدیث سے متعلق ہیں۔ حدیث کے علاوہ امام صاحب نے فنِ تفسیر، فقہ اور علم نحو پر بھی کتابیں لکھی ہیں۔ امام صاحب کی کتابوں کی فہرست علامہ ابن فرحونؒ مالکی (م ۷۹۹ھ) نے الدیباج المذہب اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) نے بستان المحدثین میں درج کی ہے[4]

۱۔ الدیباج المذہب ص ۲۸۲، ۲۔ الدیباج المذہب ج ۱۲ ص ۲۸۲،

۳۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۲۸، ۴۔ الدیباج المذہب ص ۲۸۲، بستان المحدثین ص ۳۸،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل میں آپ کی تمام تصانیف کی فہرست درج کی جاتی ہے ۔

۱۔ انوار الفجر :۔ فنِ تفسیر میں عمدہ کتاب ہے اور ۲۰ جلدوں میں ہے [1]

۲۔ کتاب الناسخ والمنسوخ :۔ فنِ تفسیر سے متعلق ہے ۔[2]

۳۔ ثانوی التاویل :۔ قرآنیات کے موضوع پر بہت عمدہ کتاب ہے [3]

۴۔ کتاب المشکلین :۔ اس میں کتاب وسنت کی بعض مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے [4]

۵۔ کتاب شرح حدیث اندنک ۔

۶۔ کتاب شرح حدیث امّ زرع ۔

۷۔ کتاب شرح حدیث جابر فی الشفاء ۔

۸۔ کتاب الکلام علیٰ مشکل حدیث السّحاب والحجاب [5]

۹۔ کتاب السباعیات ۔

۱۰۔ کتاب السلسلات یا المسلسلات [6]

۱۱۔ کتاب النیرین فی شرح الصحیحین [7]

۱۲۔ کتاب ترتیب المسالک [8]

۱۳۔ کتاب احکام القرآن [9]

---

[1] بستان المحدثین ص ۱۳۸

[2] کشف الظنون ج ۲ ص ۵۷۲

[3] ایضاً ص ۵۷۲ ۔

[4] بستان المحدثین ص ۱۳۸

[5] نمبر۵ تا نمبر ۸ ، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ۔ بعض احادیث کی شرح میں مستقل رسالے میں
الدیباج المذہب ص ۲۸۲

[6] نمبر۹ و نمبر ۱۰ ، فن حدیث سے متعلق رسائل میں ۱۰ ، الدیباج ص ۲۸۳

[7] یہ صحیحین کی شرح ہے ۔

[8] موطا امام مالکؒ کی شرح ہے بستان المحدثین ص ۱۳۸

[9] فنِ تفسیر سے متعلق بہت عمدہ کتاب ہے اور ۱۰ جلدوں میں ہے (۱۰) معجم المطبوعات کالم ۱۷۵ ۔)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ کتاب القبس :۔ یہ مؤطا امام مالکؒ کی شرح ہے۔
مولانا ضیاء الدین اصلاحی کشف الظنون کے حوالہ سے اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

کتاب القبس مؤطا امام مالکؒ کی شرح ہے۔ اس میں امام ابن العربیؒ نے مؤطا کے متعلق لکھاہے کہ یہ شرائع اسلام اول و آخر کتاب ہے۔ ایسی کوئی اور کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔ کیونکہ امام مالکؒ نے اس کو فروع کے لئے تمہید بنایاہے اور اس میں انہوں نے فقہ کے ایسے اہم اور بڑے اصولوں پر متنبہ کیا ہے جن کی جانب مسائلِ فروع میں رجوع کیا جاتا ہے شرح ترمذی میں لکھتے ہیں کہ مؤطا ہی اوّلین اصل اور خلاصہ ہے اور صحیح بخاری اصل ثانی اور ان ہی دونوں کتابوں پر تمام کتب حدیث مسلم، ترمذی وغیرہ کی بنیادیں رکھی گئی ہیں امام خطابیؒ نے اس کا انتخاب اور ابوالحسن فاسی نے ملخص ترتیب دیا تھا، جو ملخص موطاء کے نام سے موسوم ہے[1]

۱۵۔ عارضۃ الأحوذی :۔ یہ امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) کی مشہور کتاب جامع ترمذی کی شرح ہے۔ اور مصر سے دس جلدوں میں طبع ہو چکی ہے[2]
علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) کے زمانہ تک جامع ترمذی کی کوئی شرح متداول نہ تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ۔

لَا نَعْلَمُ اَنَّهٗ شَرَحَهٗ اَحَدٌ كَامِلًا اِلَّا الْقَاضِي اَبُوْبَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ فِيْ كِتَابِهٖ "عَارِضَةِ الْاَحْوَذِيِّ"۔[3]

ہم کو ابوبکر ابن العربیؒ کی عارضۃ الأحوذی کے علاوہ ترمذی کی اور کسی کامل شرح کا علم نہیں۔

مولانا عبدالرحمان مبارک پوریؒ (م ۱۳۵۲ھ) لکھتے ہیں۔

عارضۃ الأحوذی ترمذی کی مشہور شرحوں میں ہے۔

---

[1] تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۳۶۸ بحوالہ کشف الظنون ج ۲ ص ۲، ۵ و مقدمہ تحفۃ الأحوذی ص ۸۴-۸۵۔ [2] سیرت البخاری ص ۲۵۴
[3] بحوالہ تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۳۶۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجرؒ وغیرہ مشاہیر علمائے اسلام نے اپنی کتابوں میں اس سے استفادہ کیا ہے اور اس کے اقتباسات نقل کئے ہیں [۱]

مولانا ابوالحسن عبیداللہ رحمانی مبارکپوری دام مجدہ شارح مرعاۃ المفاتیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھتے ہیں کہ:۔

• ابن العربیؒ (م ۵۴۶ھ) کی شرح عارضۃ الأحوذی گو بہت ضخیم اور مبسوط شرح ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مصنف نے کتاب کے حل طلب مقامات اور محتاج شرح و ایضاح عبارات سے کم تعرض کیا ہے۔ اور بعض اہم امور جن کا لحاظ شرح میں ضروری تھا، بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ اور فقہی مباحث کو کچھ زیادہ طول دیدیا ہے [۲]

امام ابن العربیؒ کی دوسری تصانیف حسب ذیل ہیں۔

۱۶۔ تخلیص التخلیص۔

۱۷۔ کتاب المتکلمین۔

۱۸۔ تبیین الصحیح فی تعیین الذبیح

۱۹۔ تفصیل التفصیل بین التحمید والتہلیل

۲۰۔ کتاب التوسط فی معرفۃ صحۃ الاعتقاد والرد علی من خالف السنۃ من ذوی البدع والالحاد۔

۲۱۔ سراج المریدین۔

۲۲۔ سراج المہتدین۔

۲۳۔ عواصم وقواصم۔

۲۴۔ نواہی و دواہی۔

۲۵۔ کتاب الممادر المنتقصین الی معرفۃ غوامض النحویین

۲۶۔ کتاب الرحلۃ۔

۲۷۔ کتاب الخلافیات۔

---

[۱] مقدمہ تحفۃ الأحوذی، ص ۱۸۳۔

[۲] سیرت البخاری ص ۲۹۴ (حاشیہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸۔ کتاب الاقصیٰ باسماء اللہ الحسنیٰ وصفاتہ العلاء۔

۲۹۔ کتاب العقد الاکبر للقلب الاصغر۔

۳۰۔ کتاب اعیان الاعیان۔

۳۱۔ رسالہ الکافی فی ان لا دلیل علی الناسخ

۳۲۔ کتاب ستر العورۃ۔

۳۳۔ کتاب مراقی الزلف۔

وفات: امام ابن العربیؒ نے ۵۴۶ھ کو فاس میں انتقال کیا۔[1]

محدث کے بیس سال اور آئندہ پروگرام

الحمدللہ محدث موجودہ شمارہ کے ساتھ ہی اپنے بیس سال پورے کر رہا ہے اس سلسلہ میں محدث اپنی پالیسی اور روایات کو کہاں تک برقرار رکھ سکا ہے، اس کا صحیح فیصلہ تو قارئین ہی کر سکتے ہیں تاہم اس دوران مدیر اعلیٰ کی انتظامی اور تعمیری مصروفیات کے علاوہ متنوع علمی اور تدریسی مشاغل کے باوصف ادارہ کی بھرپور کوشش رہی ہے کہ محدث کا علمی اور طباعتی معیار گرنے نہ پائے۔ چنانچہ مدیر اعلیٰ خود مسلسل اس کی نگرانی کرتے ہیں۔

چونکہ اب تحقیقی اور اشاعتی کام کا پھیلاؤ کافی وسعت اختیار کر رہا ہے لہٰذا ادارہ نے کام کو متوازن بنانے کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ محدث کی اشاعت آئندہ سہ ماہی ہو اور ضخامت بھی سہ گنا کر دی جائے تاکہ علمی مضامین کو قسط وار شامل کرنے کی بجائے یکبارگی شائع کیا جا سکے۔ اس طرح سے محدث کا علمی معیار بھی مزید بلند ہو سکے گا۔ لہٰذا آئندہ شمارہ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ میں شائع ہو گا۔ (ان شاء اللہ)

واضح رہے کہ حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب کی ہی زیر ادارت ہفت روزہ "رشد" (اردو) اور ماہنامہ "البلاغ المبین" (عربی) کا بھی ڈیکلریشن منظور ہو چکا ہے۔ ادارہ

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۹۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L : 7895 Phone : 852897

Monthly 'MUHADDIS' Lahore

★ عناد اور تعصّب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں —— لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمّت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی اِرتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں —— لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمّت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے —— لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا، حمیّت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغِ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیّہ کے خلاف ہے —— لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے —— لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے —— لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو :

مُحدّث

کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ ۵۰ روپے — فی پرچہ ۵/- روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL : 99 (J) MODEL TOWN, LAHORE-14

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ